ماہنامہ

دخترانِ اسلام

لاہور

مئی 2024ء

خُدا کو کیوں مانیں؟

اور

مذہب کو کیوں اپنائیں؟

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے فکر انگیز خطابات

"راہِ محبت و عشق میں تعلق باللہ کے مختلف زاویے اور راستے"

شیخ حماد مصطفیٰ المدنی القادری

کے شہرِ اعتکاف 2024ء کے خطابات کا خلاصہ

اصلاحِ معاشرہ و انسانی خدمت

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی شہر اعتکاف 2024ء میں معتکفات سے خصوصی گفتگو

شہرِ اعتکاف میں ملک کے طول وعرض سے آئی ہوئی طالبات کے ساتھ ڈاکٹر غزالہ حسن قادری کی خصوصی نشست

ڈاکٹر فرح ناز کی سربراہی میں حیّ علی الصلاۃ کے عنوان سے معتکفات کے لیے صلوٰۃ کیمپ کا انعقاد

شہرِ اعتکاف کی تمام معتکفات کی اجتماعی افطار میں ڈاکٹر غزالہ حسن قادری کی خصوصی شرکت

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ لاہور

دخترانِ اسلام

جلد: 31 شمارہ: 5 / ۱۴۴۵ھ شوال/ ذوالقعدہ / مئی 2024ء

زیر سرپرستی **بیگم رفعت جبین قادری**

چیف ایڈیٹر **قرۃ العین فاطمہ**

ایڈیٹر
ثناء وحید

ڈپٹی ایڈیٹر
نازیہ عبد الستار

مجلس مشاورت
نوراللہ صدیقی، ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ
ڈاکٹر نبیلہ اسحاق، ڈاکٹر شاہدہ مغل
ڈاکٹر فرخ سہیل، ڈاکٹر سعدیہ نصراللہ
مسز فریدہ سجاد، مسز فرح ناز
مسز حلیمہ سعدیہ، مسز راضیہ نوید
سدرہ کرامت، مسز رافعہ علی
ڈاکٹر زیب النساء سرویا، ڈاکٹر نورین روبی

رائٹرز فورم
آسیہ سیف، سعدیہ کریم، جویریہ سحر ش
جویریہ وحید، ماریہ عروج، سُمیّہ اسلام

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم گرافکس: عبد السلام
فوٹوگرافی
قاضی محمود الاسلام

فہرس

اداریہ (خواتین مزدوروں کی حالتِ زار اور یکم مئی)		04
خدا کو کیوں مانیں؟ اور مذہب کو کیوں اپنائیں؟	مرتبہ: مریم اقبال	06
اصلاحِ معاشرہ و انسانی خدمت	ڈاکٹر نعیم انور نعمانی	14
شہرِ اعتکاف 2024ء	خصوصی رپورٹ: ثناء وحید	23
شیخ حماد مصطفیٰ المدنی القادری کے شہرِ اعتکاف 2024ء کے خطابات کا خلاصہ	مرتبہ: ثناء وحید	50
قائدِ اعظمؒ کا تصورِ جمہوریت	ڈاکٹر انیلہ مبشر	55
گرمی کے اثرات سے کیسے بچیں؟	خدیجہ بتول	60
فقہی مسائل	دارالافتاء منہاج القرآن	66
Truth Over Tricks Navigating April Fool's Day with Islamic Principles (Hadia Saqib Hashmi)		73

مجلہ دخترانِ اسلام میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کیے جاتے ہیں
ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہو گا

بدلِ اشتراک

قیمت فی شمارہ -/60 روپے
آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ 15 ڈالر
مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ 12 ڈالر
سالانہ خریداری -/700 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-35168184

Visit us on: www.minhaj.info | E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

اَللّٰهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْـحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَـهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّـذِىْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَىْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ.

(البقرہ،۲: ۲۵۵)

”اللہ، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے (سارے عالم کو اپنی تدبیر سے) قائم رکھنے والا ہے، نہ اس کو اُونگھ آتی ہے اور نہ نیند، جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے، کون ایسا شخص ہے جو اس کے حضور اس کے اِذن کے بغیر سفارش کر سکے، جو کچھ مخلوقات کے سامنے (ہو رہا ہے یا ہو چکا) ہے اور جو کچھ ان کے بعد (ہونے والا) ہے (وہ) سب جانتا ہے، اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز کا بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر جس قدر وہ چاہے، اس کی کرسیٔ (سلطنت و قدرت) تمام آسمانوں اور زمین کو محیط ہے، اور اس پر ان دونوں (یعنی زمین و آسمان) کی حفاظت ہرگز دشوار نہیں، وہی سب سے بلند رتبہ بڑی عظمت والا ہے۔“

فرمان نبوی ﷺ

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ، يَقُوْلُ: مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَبْتَغِي فِيْهِ عِلْمًا سَلَكَ اللهُ لَهُ طَرِيْقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا، رِضَاءً لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى الْحِيْتَانُ فِي الْمَاءِ، وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ، كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا، وَلَا دِرْهَمًا، إِنَّمَا وَرَّثُوْا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَ بِهِ، أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ. رَوَاهُ أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ.

”حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو آدمی طلبِ علم میں کسی راستہ پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستے پر چلا دیتا ہے۔ اور بیشک فرشتے طالبِ علم کی رضا کے حصول کے لئے اس کے پاؤں تلے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ اور عالم کے لئے زمین و آسمان کی ہر چیز یہاں تک کہ پانی میں مچھلیاں بھی مغفرت طلب کرتی ہیں۔ اور عابد پر عالم کی فضیلت ایسے ہی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر ہے۔ اور بے شک علماء انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔ بے شک انبیاء کرام کی وراثت درہم و دینار نہیں ہوتی بلکہ ان کی میراث علم ہے پس جس نے اسے پایا اسے (وراثتِ انبیاء سے) بہت بڑا حصہ مل گیا۔“

(المنہاج السوی، ص ۴۳۰)

خواب

دلوں کو مرکزِ مہر و وفا کر
حریمِ کبریا سے آشنا کر
جسے نانِ جویں بخشی ہے تو نے
اسے بازوئے حیدرؓ بھی عطا کر

(بال جبریل)

تعبیر

مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ اتحاد، یقینِ محکم اور تنظیم ہی وہ بنیادی نکات ہیں جو نہ صرف یہ کہ ہمیں دنیا کی پانچویں بڑی قوم بنائے رکھیں گے بلکہ دنیا کی کسی بھی قوم سے بہتر قوم بنائیں گے۔

قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ
کراچی 28 دسمبر، 1947

تکمیل

اللہ کے مقرب اور صالح بندوں کے اثرات روح پر مرتب ہوتے ہیں جنہیں محسوس تو کیا جاسکتا ہے لیکن لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔

(شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، علم اور مصادرِ علم، ص 49)

خواتین مزدوروں کی حالتِ زار اور یکم مئی

ہر سال یکم مئی کو بلا تخصیص جنس مزدوروں کا عالمی دن دنیا بھر میں منایا جاتا ہے۔ پاکستان میں بھی مختلف آرگنائزیشنز مزدوروں کے حقوق کے حوالے سے ریلیاں نکالتی اور سیمینارز منعقد کرتی ہیں۔ مقتدر سیاسی جماعتوں سمیت حزبِ مخالف کی شخصیات بھی مزدوروں کے معاشی تحفظ اور حقوق کے لئے خوبصورت لفظوں پر مشتمل بیانات جاری کرتی ہیں۔ یہ سلسلہ جب سے پاکستان بنا ہے جاری ہے مگر عملاً مزدوروں کو حقوق تو کیا ملنے تھے اب مزدور اور غیر مزدور کی شناخت بھی ختم ہو کر رہ گئی ہے۔ 10 کروڑ سے زائد ملکی آبادی خطِ غربت کی لکیر پر زندہ ہے۔ لوگوں کو نہ صرف مہنگائی اور گرانی کے مطابق معاوضے ملتے ہیں بلکہ اُنہیں ملازمتوں کا تحفظ بھی حاصل نہیں رہا۔ سرکاری سطح پر مزدوروں کی کم سے کم جو تنخواہ مقرر کی گئی ہے وہ بھی میسر نہیں ہے۔ پرائیویٹ ادارے قانون کی گرفت سے بچنے کے لئے کسی کو مستقل ملازمتی تقرر نامے نہیں دیتے اور اُنہیں کسی حساب کتاب میں لائے بغیر یومیہ اجرت کے کھاتے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ پاکستان میں وہ مزدور جنہیں سوشل سکیورٹی کا تحفظ حاصل ہے وہ آٹے میں نمک کے برابر

بھی نہیں ہیں۔ قوانین تو موجود ہیں مگر اُن پر عملدرآمد کرنے والا کوئی ادارہ موجود نہیں ہے۔ اگر کوئی مزدور اپنے ساتھ ہونے والی زیادتی پر آواز بلند کرتا ہے تو طاقتور فیکٹری مالک اُسے نوکری سے نکال دیتا ہے اور پھر عدالتوں میں سالہا سال کیسز چلتے رہتے ہیں فیصلے نہیں ہوتے جس پر مزدور اپنا حق مانگنے کی بجائے مل مالک کی مرضی کے مطابق کام کرنے اور معاوضہ وصول کرنے میں عافیت سمجھتا ہے۔ اسلام وہ واحد ضابطۂ حیات ہے جس نے جہاں زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے کمزور طبقات کے مفادات کا تحفظ یقینی بنایا ہے بلکہ مزدوروں کے لئے بطور خاص احکامات صادر کئے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے محنت کش کو اللہ کا دوست قرار دیا ہے اور براہ راست ہاتھوں سے کمائے جانے والے رزق کو رزق حلال کی بہترین شکل قرار دیا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے حکم دیا ہے کہ مزدور کو پسینہ خشک ہونے سے پہلے اُس کی اجرت ادا کر دی جائے مگر بظاہر تو ہم ایک اسلامی ملک ہیں جس کا آئین اور قوانین قرآن و سنت کے واضح احکامات کے برعکس نہیں بن سکتے مگر عمل کے میدان میں ہمارے رویے اور عملی اقدامات انتہائی افسوسناک ہیں۔ جب ہم خواتین کو آبادی کا نصف قرار دیتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ محنت و مشقت کرنے والی خواتین کی تعداد بھی مردوں کے مقابلے میں نصف ہی ہے۔ ویسے تو مزدور مرد بھی کسی نہ کسی شکل میں معاشی استحصال سے دوچار رہتے ہیں تاہم خواتین کے معاملے میں صورت حال زیادہ دگرگوں ہے۔ خواتین کو مردوں کے مقابلے میں کم معاوضہ دیا جاتا ہے۔ اُن سے کام بھی بہت زیادہ لیا جاتا ہے۔ خاص کر کے زرعی شعبہ میں کام کرنے والی مزدور خواتین کا بری طرح استحصال ہوتا ہے۔ کہنے کو قانون موجود ہے کہ خواتین کو بھی مردوں کے برابر معاوضہ ادا کیا جائے گا اور انہیں صحت مند، محفوظ ماحول مہیا کیا جائے گا اور دوران زچگی اُنہیں تنخواہ کے ساتھ چھٹی بھی دی جائے گی اس کے علاوہ انہیں فیملی اینڈ میڈیکل رخصت بھی اُس کا حق ہے۔ بیماری اور حادثے کی صورت میں اُسے معاوضہ دیا جائے گا اور ورک پلیس پر ہر قسم کی ہراسمنٹ سے اُسے بچایا جائے گا۔ اُسے علاج، معالجہ کی مفت سہولت میسر ہو گی۔ یہ خوبصورت قوانین ہماری کتابوں میں محفوظ ہیں مگر عملاً یہ ناپید ہیں۔ بحیثیت مسلمان ملک ہمارے ذمہ داران کی یہ آئینی، دینی و انسانی ذمہ داری ہے کہ وہ خواتین مزدوروں کو اور کچھ نہیں دے سکتے تو کم از کم جن مراعات کے سرکاری اعلانات کئے جاتے ہیں اُن پر تو عملدرآمد یقینی بنا دیا جائے۔؟

(ایڈیٹر دختران اسلام)

خُدا کو کیوں مانیں؟
اور
مذہب کو کیوں اپنائیں؟

مرتب: مریم اقبال

اَلَمۡ تَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ وَ اَسۡبَغَ عَلَیۡکُمۡ نِعَمَہٗ ظَاہِرَۃً وَّ بَاطِنَۃً ؕ وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ وَّ لَا ہُدًی وَّ لَا کِتٰبٍ مُّنِیۡرٍ۔ (لقمان، ۳۱: ۲۰)

(لوگو!) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لئے ان تمام چیزوں کو مسخّر فرما دیا ہے جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں، اور اس نے اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں تم پر پوری کر دی ہیں۔ اور لوگوں میں کچھ ایسے (بھی) ہیں جو اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں بغیر علم کے اور بغیر ہدایت کے اور بغیر روشن کتاب (کی دلیل) کے۔

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ لوگو! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ رب العزت نے تمہارے لیے چیزوں کو مسخر بنا دیا ہے، یعنی کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ رب العزت نے کائنات کی جملہ موجودات کو ایک خود کار نظام کے ذریعے تمہارے اوپر مسخر کر دیا ہے، اور ایسی نعمتیں بھی ہیں جن سے تم فیضیاب ہوتے ہو لیکن تم انہیں دیکھ نہیں سکتے۔ اور فرمایا کہ لوگوں میں کچھ ایسے بھی جو اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں، اور جھگڑا بھی بغیر علم و تحقیق، ہدایت اور بغیر روشن کتاب کے کرتے ہیں۔ اور نہ ان کے پاس کوئی قطعی دلیل ہے نہ ہی

علم و دانش۔ اور ایسے لوگ بھی ہیں جن کو اللہ رب العزت نے کتاب دی، روشن ہدایت دی اور حبیب ﷺ یہ مبارک کتاب ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے تاکہ لوگ اس میں تدبر کریں۔ اور اس کتاب کے اندر مخفی حقیقتوں کو جانیں۔

اللہ رب العزت نے دراصل اس آیت کے ذریعے پیغام یہ دیا ہے کہ جنہوں نے جاننا ہو کہ اللہ کہاں ہے وہ کیا ہے، تو وہ دائیں بائیں کسی جانب نہ دیکھے اور نہ ہی کسی گمان پر بھروسہ کرے بلکہ اللہ کی کتاب کی طرف آجائے اسے اس کا پتہ مل جائے گا۔ اور دین کو کیوں اپنائیں اسے اس سوال کا جواب بھی قرآن مجید سے مل جائے گا۔

بعض ذہنوں میں یہ خیال آتا ہے کہ اگر خدا ہے تو کہاں ہے اس کا پتہ کیا ہے؟

اللہ پر جتنا یقین کامل ہوتا جائے گا اتنا ہی انسان اللہ سے جڑتا چلا جائے گا اور اتنا ہی بندہ اللہ کے قریب ہوتا چلا جائے گا اور بندے پر اس کی بندگی کا رنگ چڑھتا چلا جائے گا۔

پتہ اس شخص کا ہوتا ہے جو صرف ایک جگہ موجود ہو، اس کا پتہ نہیں ہوتا جو ہر جگہ پر موجود ہوتا ہے۔ جس کے احاطے میں زمین و آسمان کی ساری کائنات ہو اس کا پتہ کہیں نہیں ہوتا۔

جو حقیقت ہر جگہ ہوتی ہے اس کا پتہ نہیں ہوتا۔ جیسے خون جسم میں ہر جگہ گردش کرتا ہے تو اس کا کوئی ایک پتہ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ آپ کے جسم میں سیل (خلیہ) ہیں تو ان کو بھی کوئی پتہ نہیں ہوتا۔

اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں فرمایا:

وَ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ ۚ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (البقرہ، ۲: ۱۱۵)

اور مشرق و مغرب (سب) اللہ ہی کا ہے، پس تم جدھر بھی رخ کرو ادھر ہی اللہ کی توجہ ہے (یعنی ہر سمت ہی اللہ کی ذات جلوہ گر ہے)، بیشک اللہ بڑی وسعت والا سب کچھ جاننے والا ہے۔

اور مشرق و مغرب کی ساری سمتیں اللہ کیلئے ہیں سو تم جدھر بھی رخ کرو گے ادھر ہی اللہ کو ہی پاؤ گے۔ گویا کہ ساری کائناتیں اللہ رب العزت کے احاطے میں ہیں۔

پورے سولر سسٹم میں اربوں پلانٹ ہیں جو کہ گھوم رہے ہیں اور سورج بھی گھوم رہا ہے۔ وہ ایک کہکشاں ہے (ملکی وے گلیکسی) جس میں لاکھوں ستارے اور سیارے گھوم رہے ہیں اور یہ کہکشاں بھی گھوم رہی ہے۔ اس جیسی اور بھی کھربوں کائناتیں ہیں اور اللہ رب العزت ان ساری سماوی کائناتوں سے کہیں زیادہ وسیع ہے اور اللہ عرب العزت نے ان کائناتوں کو ایک خود کار نظام کے ذریعے مسخر بنایا ہوا ہے۔

اللہ کائنات کی ہر شے پر محیط ہے۔ چونکہ وہ ہر شے پر محیط ہے اس لیے وہ نظر نہیں آتا۔ کیونکہ نظر کی ایک حد ہے۔

اللہ رب العزت نے اپنا جو پہلا پتہ قرآن مجید میں خود دیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ لوگ ایمان والے ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

قرآن مجید کہتا ہے کہ ان حقیقتوں پر ایمان لے آو جو دیکھائی نہیں دیتیں۔ یہ جملہ بہت سائنٹیفک ہے یعنی ایمان بالغیب جب تک نہیں ہو گا ایمان کا پودا آپ کے دل میں اُگ ہی نہیں سکتا۔

اللہ رب العزت نے یہ کیوں فرمایا کہ غیب پر ایمان لاؤ، غیب اس شے کو کہتے جو موجود تو ہو لیکن مشہود نہ ہو۔ یعنی موجود تو ہو لیکن نظر نہ آئے۔ نظر کیوں نہیں آسکتیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے دیکھنے اور نگاہ کی ایک حد limitation ہے جس کی وجہ سے مذکورہ شے کو آنکھ دیکھ نہیں سکتی۔ کائنات میں لاکھوں چیزیں ایسی ہیں جو نظر نہیں آتیں لیکن ہم انہیں مانتے ہیں۔

کسی چیز کو ماننے کے دو طریقے ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ پانچ خواس (خواس خمسہ) ان کے ذریعے اشیاء کو direct feel کیا جاتا ہے یا براہ راست ان کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ اور دوسرا یہ ہے کہ جو کچھ ہو رہا اس کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور پھر اس کا نتیجہ اخذ کرنا کہ کوئی نہ کوئی چیز ہے جو اس کی پیچھے ہے جس کی وجہ سے یہ کام ہو رہا ہے۔ جو نتائج اخذ کیے جاتے ہیں وہ دکھائی نہیں دیتے۔ جو نظر آتے ہیں وہ ہیں اعمال اور ان اعمال کا نتیجہ غیب ہوتا ہے، مثال کے طور پر آپ پھول کو دیکھ سکتے ہیں لیکن اس کی خوشبو کو نہیں دیکھ سکتے۔ پھول کی قدر و منزلت خوشبو کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس کی قدر منزلت اس کو دیکھنے کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی خوشبو کی وجہ سے ہے جو نظر نہیں آتی۔ اسی طرح پھل کو دیکھ کر اس کی قدر و منزلت کا اندازہ نہیں ہوتا بلکہ اس کا ذائقہ ہے جو اسے قدر و منزلت دیتا ہے۔ زبان میں نروز (Nerves) ہوتی ہیں کئی ہزار نروز جو دماغ تک پیغام پہنچاتی ہیں۔ اور دماغ اس کی قدر و منزلت کا فیصلہ کرتا ہے۔ اور اسے معنی دیتا ہے۔ اسی طرح کان آواز سنتے ہیں لیکن وہ ان آوازوں کا فیصلہ نہیں کرتے ان کا فیصلہ بھی دماغ ہی کرتا ہے۔

دماغ اس پوری کائنات میں سب سے بڑا قابل ترین عضو ہے۔ باوجود اس کے اگر آنکھ اس کو میسیج نہ بھیجے تو دماغ اسے کچھ بتا نہیں سکتا۔ اصل میں آنکھ نہیں دیکھتی دماغ بتاتا ہے اسی طرح باقی اعضاء کو کا بھی دماغ ہی بتاتا ہے کہ ان کے ہر عمل کا ردعمل کیا ہو گا۔ دماغ فیصلہ کرتا ہے کہ آنکھ نے کیا دیکھا ہے۔ دماغ ہی ہے جو اس کی تمیز کرتا ہے۔ آنکھ خود فیصلہ نہیں کر سکتی کہ یہ کیا ہے بلکہ دماغ ہے جو فیصلہ کر کے بتاتا ہے۔ اگر آنکھ، کان، ناک میسیج نہ بھیجیں تو دماغ کچھ نہیں بتا سکتا۔ لہذا اس سے یہ سمجھ آتا ہے کہ دماغ سارے کا سارا پیغامات کا محتاج ہے۔ دماغ کو میسیج ملتا ہے تو وہ اسے سمجھ کے واپس میسیج بھیجتا ہے۔

اگر خواس دماغ کو میسج نہ کریں تو دماغ اس چیز کو کبھی سمجھ ہی نہیں سکتا۔ اگر خواس خمسہ کا کام ہی رک جائے تو دماغ کو کچھ سمجھ نہیں آئے گا۔ ہر چیز کا اپنا اپنا دائرہ ہے لیکن سب کی ڈائریکٹ کمیونیکیشن دماغ کے ساتھ ہے جو اس کو سمجھتا ہے۔

لہذا سمجھنے کی بات یہ ہے کہ ہماری بطور انسان محدودیت ہے اور ہمارا محدود ہونا اللہ کی موجودگی کی نفی (negate) نہیں کر سکتا۔

سیدنا مولا علی شیر خدا رضہ اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علم میں وہی لوگ پختہ ہیں جو غیب کے پردوں میں چھپی ہوئی چیزوں پر اعتقاد رکھ لیتے ہیں۔ اسی لیے اللہ رب العزت نے ان کی مدح کی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ چیز ہمارے احاطہ علم میں نہیں ہے، اور وہ لوگ جو اپنے محدود ہونے کا اعتراف کر لیتے ہیں وہی راسخون فی العلم ہیں۔ چونکہ ہمارے ذرائع محدود ہیں اس لیے ہمارے دماغ کا سمجھنا بھی محدود ہے۔

بہت سی چیزیں ہیں جو نظر نہیں آتیں لیکن ہم اس کو مانتے ہیں۔ سائنس میں سب atom کو جانتے ہیں لیکن کسی نے بھی ایٹم کو دیکھا نہیں ہے۔ صرف یہ نہیں کہ ننگی آنکھ سے نہیں دیکھا، بلکہ دنیا کی کسی بھی پاورفل خوردبین سے بھی آج تک ایٹم نہیں دیکھا جا سکا۔ لیکن سب اس کو مانتے ہیں تو مان لیں کہ یہی علم غیب ہے۔ ایٹم اتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ روشنی جس کی مدد سے انسان دیکھتا ہے ایٹم اس کی wavelength سے بھی چھوٹا ہوتا ہے اس وجہ سے نظر نہیں آتا۔

انسانی جسم اربوں کھربوں سیلز (خلیوں) سے مل کر بنا ہوا ہے۔ ہر سیل کے اندر نیوکلیس nucleus ہوتا ہے اور پورے سیل کا مدار اس پر ہوتا ہے سائنس کی ہر کتاب میں اس کی تصویر دکھائی جاتی ہے لیکن آج تک کسی سائنس دان نے اس نیوکلیس کو بھی نہیں دیکھا، جس روشنی سے انسان دیکھتا ہے اس کی wavelength 500nm -200 تک ہو تب ہی انسان دیکھ سکتا ہے، اس سے کم ویولینتھ ہو تو انسان دیکھ نہیں سکتا اور ایٹم کی ویولینتھ 1/10 nm ہوتی ہے۔ آج سائنس یہ کہتی ہے کہ ایٹم کو دیکھا نہیں جا سکتا۔ گویا ایٹم کو نہیں دیکھا، سیل کو نہیں دیکھا پھر بھی لوگ مانتے ہیں۔ پہلے یہ سوچا جاتا تھا کہ کائنات کا سب سے چھوٹا وجود ایٹم ہے پھر پتہ چلا ایٹم بی ٹوٹتا ہے اور تین حصوں میں تقسیم ہوتا ہے پروٹون، نیوٹرون اور الیکٹرون میں۔ سائنس کی ہزاروں لاکھوں کتابیں اس سے بھری پڑی ہیں۔ نیوٹرون، الیکٹرون اور پروٹون بھی آج تک کسی سائنس دان نہیں دیکھے۔ انسان نے نہ ہی ایٹم دیکھا ہے، نہ ہی سیل دیکھا ہے اور نہ انسان نے پروٹون، نیوٹرون اور الیکٹرون دیکھے ہیں۔ جب انسان اس کو مانتا ہے جو سائنس نے بھی نہیں دیکھا تو وہ کیوں اس کو نہیں مانتا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے بتایا ہے۔

پروٹوں ایٹم سے ایک لاکھ گنا چھوٹا ہوتا ہے، اس لیے سائنس کے مطابق کبھی بھی ممکن نہیں ہوگا کہ اس کو دیکھا جا سکے۔ یعنی کسی نے اس کو دیکھا نہیں ہے لیکن پھر بھی ہر سائنس دان اس پر یقین رکھتا ہے۔

سائنس سے یہ سوال ہے کہ جب یہ سب کچھ دیکھا نہیں تو مانتے کیوں ہیں تو سائنس کہتی ہے I can't see it, but I can see its effects,

یعنی کہ میں اسے دیکھ نہیں سکتا لیکن اس کے اثرات نظر آتے ہیں کہ کچھ نہ کچھ ہے جو اس کے پیچھے ہے۔ اسی طرح جب ہم کائنات کے نظام کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس کے پیچھے کوئی چلانے والا ہے اور وہ ہے اللہ۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ کسی نتیجے پر پہنچنے کیلئے بنیاد علم پر رکھیں۔

جب آپ دو چیزوں کے درمیان موزانہ کرتے ہیں کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط ہے تو یہ ضروری ہے کہ دونوں طرف کا علم آپ کے پاس ہو۔

اس لیے اللہ رب العزت نے فرمایا کتنے لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی موجودگی کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں ان کے پاس نہ تو ہدایت ہے اور نہ ہی اللہ کی طرف سے کوئی کتاب۔

قرآن مجید میں 856 آیات ایسی ہیں جس میں اللہ رب العزت نے علم کی دعوت دی ہے اور قرآن مجید کی کل آیات 6 ہزار 6 سو سے زائد ہیں۔

اور 900 سے زائد ایک ہزار کے قریب آیات مبارکہ ایسی ہیں جن میں اللہ رب العزت نے مختلف سائنسی حقائق بیان کیے ہیں۔ یعنی پونے 2 ہزار آیات مبارکہ ایسی ہیں جن میں علم اور تدبر کا ذکر کیا گیا ہے۔

قرآن مجید نے انسانیت کی ابتدا کا ذکر کیا اور انسان کی جو فضیلت بیان کی وہ بھی علم پر مبنی ہے۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا۔ (البقرہ، ۲:۳۱)

آخری نبی ﷺ اور ان پر جو آخری کتاب نازل ہوئی اس کی ابتداء بھی اقراء سے ہوئی کہ پڑھ یعنی اس کی ابتداء بھی سائنس اور علم سے ہوئی۔

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں جا بجا فرمایا کہ اس طرح ہم اپنی نشانیاں بیان کرتے ہیں تا کہ علم والوں کو سمجھ آ جائے۔ اور فرمایا ہم اپنی نشانیاں بیان کرتے ہیں ان لوگوں کیلئے جو تفکر رکھتے ہیں۔

جو کتاب جگہ جگہ آپ کو علم، تفکر اور تدبر کی دعوت دے اور ساتھ پیغام دیتی ہے کہ ان سے پوچھو جو علم والے ہیں۔ تو یاد رہے کہ جو کتاب 2 ہزار مرتبہ علم، تفکر اور تدبر کی دعوت دے وہ کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔

قرآن مجید تدبر کی دعوت دیتا ہے فرمایا: یہ لوگ تدبر کیوں نہیں کرتے، اگر یہ کتاب اللہ کے سوا کسی کی طرف سے نازل ہوتی تو یہ لوگ اس میں غلطیاں دیکھتے۔

فرمایا: یہ لوگ قرآن میں تدبر کیوں نہیں کرتے کیاان کے دل ودماغ پر تالے لگے ہوئے ہیں۔

قرآن پاک کے سائنسی احکامات کو سن کر کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب سائنس کچھ ایجاد کر لیتی ہے تو دینی طبقہ پھر اس کو قرآن پاک میں سے تلاش کر لیتا ہے، تو سوال یہ ہے کہ جب سائنسی تحقیق ہو جاتی ہے تو کیوں صرف مسلمان ہی اس کو ڈھونڈ نکالتے ہیں باقی مذاہب اپنی کتب سے اس کو کیوں نہیں ڈھونڈ پاتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان کتب میں یہ سائنسی حقائق بیان ہی نہیں ہوئے ہوتے۔

اب سوال یہ ہے کہ تحقیق ہو جانے کے بعد ہی کیوں نکالتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے قرآن مجید میں بہت سے سائنسی حقائق کا بیان ہے۔ جب انسان کے پاس سائنسی علم آتا ہے تو وہ اس کی تہہ تک پہنچتا ہے۔ اللہ رب العزت نے سورہ نوح میں فرمایا اے لوگو! اللہ رب العزت نے تمہاری تخلیق مرحلہ وار کی ہے، قرآن مجید نے یہ بات 1400 سال پہلے بیان کر دی تھی تو یہ جو الفاظ ہیں کہ مرحلہ وار انسان کی تخلیق کا ہونا اس کا علم انسان کو پچھلی صدی میں ہوا ہے۔ سائنس نے مائیکروسکوپ کے ذریعے بچے کی تخلیق کے مراحل کا پتہ 1941ء میں لگایا قرآن مجید نے وہی بات 1400 سال پہلے بیان کی تھی۔ تو یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ قرآن مجید کی آیات مبارکہ تب ہی مطابقت میں بیان ہوں گی جب سائنس کا علم اور تحقیق بیان کی جائے گی۔ سورہ عبس کی آیت ۱۹ میں فرمایا: ’’اللہ رب العزت نے انسان کو نطفہ بنایا‘‘، مرد کا سیل اووم ہوتا اور عورت کا اووم بناتا ہے اور دونوں کے ملنے سے جو بنتا ہے وہ نطفہ ہے جس کے اندر سارے خدوخال رکھ دیے جاتے ہیں۔ اسی نطفے میں اس کی سب ٹریٹس کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جو قرآن مجید نے 1400 پہلے بیان کر دی ہے۔ جب سائنس نے تحقیق کے بعد بتایا تو علماء کی نگاہ گئی کہ یہ بات تو 1400 سال پہلے قرآن مجید میں بیان ہو چکی ہے۔

اللہ رب العزت نے فرمایا جب تم ماں کے رحم میں ہوتے ہو تو جو کچھ تم نے بننا ہوتا ہے اس کا فیصلہ کر لیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں حقائق موجود ہیں اور ان حقائق کو سمجھنے کیلئے انسان سائنسی علم کا محتاج ہے۔

قرآن مجید نے اس چیز کا بھی اشارہ دے دیا کہ کس طرح وقت کے ساتھ ساتھ حقائق کھلیں گے۔ فرمایا: ’’ ہر خبر جو ہم قرآن میں دے رہے اس کے ظاہر ہونے کا ایک وقت مقرر ہے۔‘‘ یعنی خبر دے دی ہے اور بتادیا کہ جب وقت آئے گا تم اس کو جان جاؤ گے۔

اہم نکات

* اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ قرآن مجید کی آیات پر غور و تدبر کریں اور اہل عقل و دانش ان سے ہدایت و راہنمائی حاصل کریں۔

* قرآن مجید نے اپنے ماننے والوں کو بار بار دعوت دی کہ غور کرو، تدبر سے کام لو، تحقیق سے کام لو علم سے تعلق جوڑو، جو کتاب اپنے ماننے والوں کو غوروفکر کی دعوت دے کیا وہ کتاب غلط ہو سکتی ہے؟ اسی لیے قرآن کا دعویٰ ہے کہ دنیا بھر کے اہل زبان مل کر اس جیسی کوئی ایک آیت یا سورۃ لے آؤ؟

* جو چیزیں حواس خمسہ کے ذریعہ محسوس ہوں ان کو انسان جان لیتا ہے مگر جو چیزیں حواس خمسہ سے ماورا ہوں انہیں سائنسدان اور سائنس کچھ نشانیوں سے جانتی اور پہچانتی ہے، جیسے پھول کو تو ہم دیکھ سکتے ہیں مگر خوشبو کو نہیں دیکھ سکتے۔ مگر اس کے وجود سے انکار بھی نہیں کر سکتے۔

* سائنسی ایجادات اور فتوحات کی عمر گزشتہ دو صدیاں ہیں، اس سے پہلے تو سائنس خود ٹامک ٹوئیاں مار رہی تھی۔ قرآن نے 14 سو سال قبل اعلان کر دیا تھا کہ وقت آئے گا تو تم جان لو گے کہ اللہ نے اس کتاب میں جو بیان کر دیا وہ حق ہے۔ وقت مقررہ پر تم یہ سب جان لو گے اور ساری گتھیاں سلجھتی جائیں گی۔

* ایمان بالغیب ہی وہ صفت ہے جس سے ایمان کا راستہ نکلتا ہے، غیب عربی زبان کا لفظ ہے، غیب اس چیز کو کہتے ہیں جو موجود تو ہو مگر مشہود نہ ہو یعنی دکھائی نہ دے سکے، جس چیز کو دیکھا نہ جا سکے اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ موجود نہیں ہے، بہت ساری چیزیں ہیں جو موجود تو ہیں مگر ہماری آنکھ انھیں دیکھ نہیں سکتی۔

* جو ہر جگہ موجود ہو اس کا کوئی ایک پتہ نہیں ہوتا، جس کا ایک پتہ ہوتا ہے وہ ہر جگہ موجود نہیں ہوتا، اللہ ان جگہوں پر بھی ہے جس کا ہمیں علم نہیں ہے۔

* خدا ہر جگہ موجود ہے اس دعوے کا جواب قرآن نے ان الفاظ میں دیا ہے کہ ساری کائنات اس کے احاطہ میں ہے، شرق تا غرب سب کچھ اسی کی دسترس میں ہے، ساری کہکشائیں جن کی تعداد اربوں میں ہے یہ نظام شمسی اور یہ سارا سولر سسٹم ایک چھوٹی سی چیز ہے، اللہ ان سب سے بڑا ہے۔

* نوجوان اپنا تعلق علم اور کتاب سے جوڑیں، علم میں پختگی کے لیے خوب محنت کریں اور مطالعہ کا شوق پیدا کریں۔قرآن مجید پر غور و فکر کریں اور تحقیقی موازنہ کی طرف آئیں۔قرآن میں 856 آیات ایسی ہیں جن میں اللہ نے علم کی ضرورت و اہمیت پر زور دیا ہے، جب کہ ایک ہزار کے قریب آیات میں بالواسطہ یا بلاواسطہ سائنسی حقائق بیان کیے گئے ہیں۔قرآن مجید میں پونے دو ہزار آیات ایسی ہیں جن میں علم اور سائنس کی بات کی گئی ہے۔

* کہا جاتا ہے کہ سائنس ایجادات کرتی ہے اور پھر بعد میں انھیں قرآن کے اندر سے ڈھونڈ نکالا جاتا ہے کہ یہ سائنسی حقیقت قرآن میں موجود ہے۔سوال کرنے والے کہتے ہیں اگر یہ قرآن میں موجود تھا تو مسلمانوں نے یہ ایجادات خود کیوں نہیں کیں؟ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ کسی اور مذہب نے اپنی مذہبی کتاب سے یہ حقائق کیوں نہ ڈھونڈ نکالے؟ قرآن میں یہ حقائق موجود ہیں تو نکالے گئے۔دوسرا جواب یہ ہے کہ ان حقائق تک رسائی کے لیے دونوں طرف کا پختہ علم ہونا شرط اول ہے، جوں جوں سائنس کائنات کے پردے اٹھاتی چلی جائے گی وہ قرآن کے دعوؤں اور معارف و معانی کی توثیق کرتی چلی جائے گی کیونکہ یہ سب حقائق 14 سو سال قبل قرآن نے بیان کر دیے ہیں۔

* قرآن مجید نے 14 سو سال قبل جو حقائق بیان کیے انھیں آج کے دن تک کوئی جھٹلا نہیں سکا اور قرآن نے جو چیلنج کیے وہ چیلنج بھی آج کے دن تک کوئی قبول نہیں کر سکا، جو کتاب چیلنج کرے، غوروفکر کی دعوت دے ایسی کتاب جھوٹ ہو سکتی ہے؟

* قرآن کہتا ہے کہ اگر زمین و آسمان میں موجود نشانیوں پر غور کرو گے تو ان میں سے ہر نشانی اللہ کی ذات کا پتہ دے گی، اللہ ہر چیز پر محیط ہے اس لیے وہ نظر نہیں آتا، نظر کی ایک حد ہے، نظر کی استعداد حواس خمسہ کی مرہون منت ہے اور ان کے دائرہ کار کی ایک حد ہے جب کہ اللہ لا محدود اور بے حد ہے، حد والے حواس بے حد کو نہیں دیکھ سکتے اسی لئے فرمایا گیا غیب پر ایمان لاؤ۔

* جب یقین کمزور ہوجاتا ہے تو پھر بعض ذہنوں میں یہ خیال جنم لیتا ہے کہ اگر خدا ہے تو وہ کہاں ہے اور اس کا پتہ کیا ہے؟

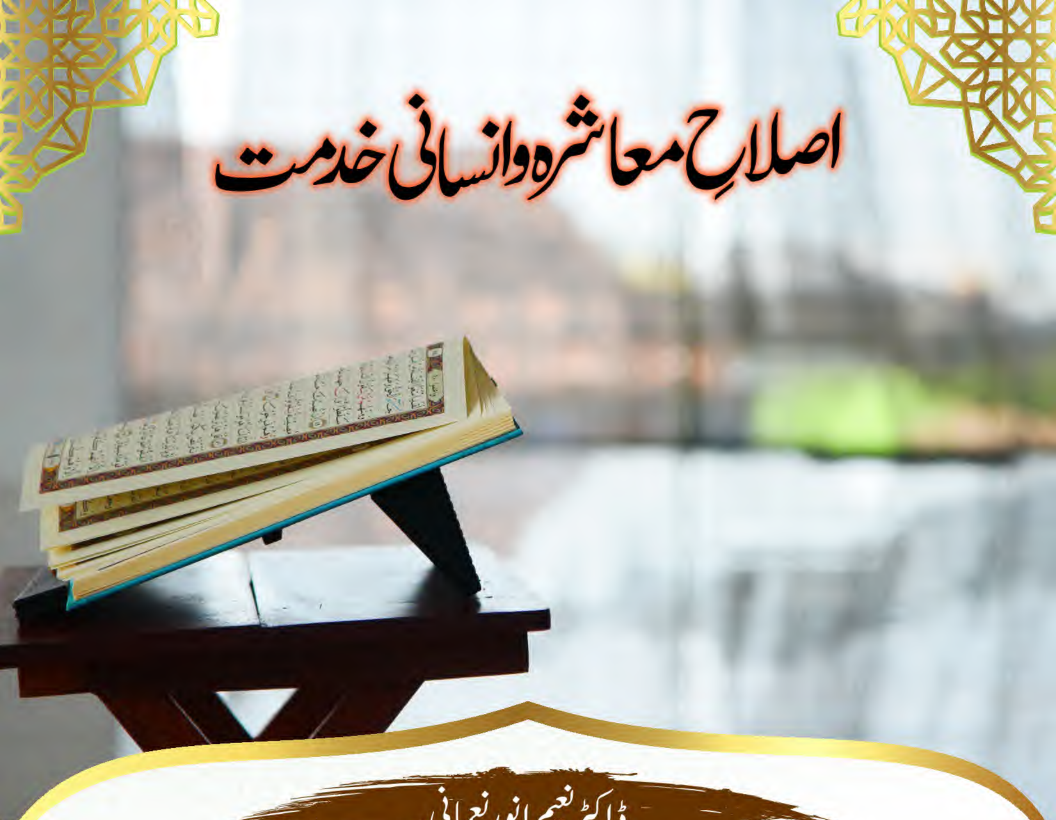

اصلاحِ معاشرہ و انسانی خدمت

ڈاکٹر نعیم انور نعمانی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا فَاِنْم بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَی الْاُخْرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ (الحجرات، 49: 9-10)

”اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑائی کریں تو اُن کے درمیان صلح کرادیا کرو، پھر اگر ان میں سے ایک (گروہ) دوسرے پر زیادتی اور سرکشی کرے تو اس (گروہ) سے لڑو جو زیادتی کا مرتکب ہو رہا ہے یہاں تک کہ وہ (قیامِ اَمن کے) حکمِ الٰہی کی طرف لوٹ آئے، پھر اگر وہ رجوع کر لے تو دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف سے کام لو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو بہت پسند فرماتا ہے۔ بات یہی ہے کہ (سب) اہلِ ایمان (آپس میں) بھائی ہیں۔ سو تم اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرایا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔“

یہ آیت کریمہ اہل ایمان کے دو گروہوں میں صلح و صفائی کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے کہ جب دو گروہوں میں، دو قبیلوں میں، دو خاندانوں میں، دو طبقوں اور حتی کہ نچلی سطح پر دو شخصوں میں اگر کوئی

لڑائی جھگڑا ہو جائے، ان کے درمیان کوئی ناچاکی ہو جائے، کوئی نااتفاقی و ناراضگی رونما ہو جائے۔ جس کی وجہ سے ان کے درمیان نفرت کی آگ بھڑک اٹھے اور وہ نفرت و مخالفت بڑھتے بڑھتے عداوت اور دشمنی بن جائے جس کی وجہ سے ان کے درمیان جنگ وجدال کا ماحول پیدا ہو جائے اور ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے اور مرنے کے لیے آمادہ ہو جائیں۔ حتیٰ کہ قتل وغارت کا فتنہ ان کے مابین بپا ہو جائے۔

اصلاح معاشرہ کی ضرورت

تو اب اس ساری ناچاکی، نااتفاقی، لڑائی اور فتنہ انگیزی اور قتل وغارت گری کی فضا اور ماحول کو ختم کرنے کے لیے تمہارا ناصحانہ اور مصلحانہ کردار شروع ہو جاتا ہے۔ تم ان دونوں گروہوں، قبیلوں، خاندانوں اور باہم ناراض دوستوں اور بھائیوں کے درمیان ایک پُل بن کر پیکر اصلاح بن جاؤ، ایک مصلح بن جاؤ، ایک صلح جُو بن جاؤ، ایک اتفاق پسند اور اتحاد پرور بن جاؤ، تم ان کے درمیان پیدا ہونے والی نفرت کو سرد کرو اور ان کے درمیان پیدا ہونے والی منافرت کو ختم کرو اصلاح اور اتفاق کی ہر صورت ان کے درمیان پیدا کرنے کی کوشش کرو اور ان کو باہم متحد اور متفق کرنے کی ہر تدبیر کرو ان کو پھر سے یکجا اور اکٹھا کر دو اور یہ بات ذہن نشین رکھو، بحیثیت مسلمان، بطور مومن، تمہارا کردار اپنے ان ناراض گروہوں اور خاندانوں اور افراد کے درمیان صرف اور صرف مصلح کا ہے۔ تم ان کے لیے مفسد نہیں ہو ان کے درمیان فساد کی بھڑکی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کرنے اور مٹانے والے ہو نہ کہ مفسد بن کر اس آگ کو اور زیادہ بھڑکانے اور بڑھانے والے ہو۔

اصلاح احوال مومن کی فطرت کی آواز ہے

اپنی اور دوسروں کی اصلاح اور فلاح ایک مسلمان کی سرشت اور فطرت میں داخل ہے۔ تم اپنے اس مصلحانہ کردار کو ہر وقت زندہ وتابندہ رکھو۔ اس لیے قرآن کہتا ہے:

وَاِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَهُمَا۔ (الحجرات، 49: 9)

”اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑائی کریں تو اُن کے درمیان صلح کرادیا کرو۔“

اور اصلاح کی کاوشوں کے ذریعے فساد انگیزی اور فتنہ انگیزی کا خاتمہ کر دو۔ امن و محبت اور سلامتی و عافیت کو ان کے درمیان عیاں کر دو۔ اس لیے کہ ایک مسلمان کی پہچان ہی اصلاح ہے اور اس کاوشوں کا نقطہ آغاز اور نقطہ کمال اصلاح ہی اصلاح ہے وہ گھر میں ہو یا باہر ہو۔ وہ ہر جگہ اصلاح اور فلاح کی بات کرتا ہے۔ وہ لوگوں کے درمیان محبت و مودت کو فروغ دیتا ہے۔ ہر جگہ پر اصلاحی کاوشیں جاری رکھتا ہے۔ اس لیے اسے مصلح بنایا گیا ہے۔ مفسد نہیں بنایا گیا۔ اسی بنا پر جب مسلمانوں میں سے دو گروہ آپس میں لڑ

پڑتے ہیں تو وہ ہر ممکن ان کے درمیان صلح و صفائی کراتا ہے ان کو باہم شیر و شکر کرتا ہے۔

باغی گروہ کی سرکشی ختم کرنا

حتیٰ کہ ان میں سے اگر کوئی ایک گروہ، ایک خاندان اور ایک طبقہ زیادتی کرے اور صلح جوئی کو ترک کردے اور ظلم و ستم پر آمادہ رہے افتراق و انتشار پر تُلا رہے، فتنہ و فساد پر ڈٹا رہے اپنی قوت و طاقت پر ناز کرے اور معاشرے میں ظلم کی بنا پر اس مظلوم گروہ و طبقے کو دبانا چاہے تو فرمایا ایسی صورت میں تم پر فرض ہے مظلوم کا ساتھ دو۔ ظالم کے خلاف سارے کے سارے مل کر ڈٹ جاؤ اس کے ظلم کو اپنی اجتماعی قوت و طاقت کے ذریعے توڑ دو اس کے باغیانہ خیالات اور عزائم کو ختم کردو، تم سب مل کر اس کو ظلم سے باز رکھنے والے بن جاؤ۔ حتیٰ کہ تمہاری ان اصلاحی کاوشوں اور امن و سلامتی اور محبت و آشتی کے ذریعے پھر وہ صلح جوئی کے لیے آمادہ ہو جائے اور اپنے ظلم سے باز آجائے۔

حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ۔ (الحجرات، 49: 9)

”یہاں تک کہ وہ قیامِ امن کے حکمِ الٰہی کی طرف لوٹ آئے۔“

فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۔ (الحجرات، 49: 9)

”پھر اگر وہ رجوع کرلے تو دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف سے کام لو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو بہت پسند فرماتا ہے۔“

جب وہ باغی گروہ صلح جوئی کے لیے تمہاری کاوشوں کی بنا پر آمادہ ہو جائے اور اب تم اپنے کردار عدل و انصاف اور کردار غیر جانبداری اور اپنے کردار مصلح کی بنا پر دونوں کے درمیان عدل و انصاف پر مبنی صلح کرادو۔

انصاف بے پرواہ عمل ہے

دونوں گروہوں میں سے خواہ ان میں کوئی طاقتور ہو اور کوئی کمزور ہو، کوئی بادشاہ و شہنشاہ ہو اور کوئی عام مزدور اور یہاڑی دار ہو۔ عدل و انصاف کا پلڑا جس طرف تُلتا ہے تم اس کو اسی طرف تولو، کسی جاہ و منصب، کسی کی طاقت، کسی کی اندھی دولت، کسی کی فرعونیت، قارونیت تم کو انصاف ہی کا خون کرنے کے لیے آمادہ نہ کرے اور تم ان دونوں طبقوں اور گروہوں میں سے انصاف پر مبنی فیصلہ کرنے کے لیے کسی ایک سے مرعوب نہ ہو۔ کوئی بھی گروہ تمہیں جان کی حفاظت کی بنا پر ڈرا اور دھمکا نہ سکے، کوئی طبقہ تمہارے فیصلے اور تمہارے قلم کو خرید نہ سکے۔ تمہیں نہ اپنی جان کا ڈر ہو، نہ اپنی منصبی ذمہ داریوں میں کسی قسم کے خسارے کا اندیشہ ہو، حق تمہاری پہچان ہو۔ انصاف تمہاری شناخت ہو، نہ جھکنا

اور نہ بکنا تمہارا کردار ہو، کسی سے نہ ڈرنا اور نہ خوف زدہ ہونا تمہارا تعارف ہو۔ ہر سطح کا منصفانہ اور عادلانہ کردار ان ہی خوبیوں سے آراستہ ہوتا ہے۔

ایسے ہی لوگوں کو یہ طاقت رب عطا کرتا ہے۔ طاقتور لوگوں کے خلاف اگر انصاف کا ترازو تُلتا ہو اور پھر ان کے خلاف انصاف پر مبنی فیصلہ دینے کی قوت رب اپنے بندوں کو عطا کرتا ہے۔

انصاف کرنے والے پسندیدہ ہیں

رب ان منصف بندوں کو یہ بشارت دیتا ہے کہ اللہ تمہیں اپنا محبوب رکھتا ہے تم سے رب ہو کر محبت کرتا ہے، تمہاری فرمانبرداری اور بندگی پر ناز کرتا ہے اور وہ یہ اعلان قرآن میں یوں کرتا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ۔ (الحجرات، 49: 9)

”بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو بہت پسند فرماتا ہے۔“

ایسے ججوں اور قاضیوں منصف پسندوں اور مصلحوں کی مدد کرتا ہے جو عدل و انصاف کو اپنی پہچان بناتے ہیں۔ باری تعالیٰ ایسے لوگوں کی قدم قدم پر مدد کرتا ہے اور ان کو اپنی معیت، حمایت اور غیبی نصرت عطا کرتا ہے اور یہ بندے اپنے اس منصفانہ کردار کی بنا پر رب کی معیت کے نظارے کرتے ہیں۔ وہ رب ان کے اندر ہر لمحہ یہ کیفیت راسخ کرتا ہے:

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ (التوبۃ، 9: 40)

”غمزدہ نہ ہو اور پریشان نہ ہو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔“

زندگی کے جس بھی شعبے میں جس بھی طبقے میں حق ہو گا اللہ ان ہی کی مدد کرتا ہے اور جو فرد بھی حق پر ہوتا ہے اللہ اس کی مدد کرتا ہے۔ اسباب اس کے موافق بناتا ہے۔ وسائل اور ذرائع کو اس کی

طرف غیب سے رواں کرتا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں نرمی اور رحم دلی کی کیفیات پیدا کرتا ہے۔ اس کی خوبیوں کو عیاں کرتا ہے، اس کی خامیوں کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں اس گروہ کی مدد و نصرت کے حامیانہ اور مددگارانہ خیالات ڈالتا ہے اور القا کرتا ہے۔ غیب و غیوب سے اعوان و انصار کو پیدا کرتا ہے اور ظاہر کرتا ہے اپنے پسندیدہ اور محبوب بندوں کو وہ دائمی اپنی رحمت، اپنی نصرت، اپنی حمایت اور اپنی معیت کے حصار میں رکھتا ہے۔

اصلاح اور فلاح میں انسانی عظمت ہے

قرآن اصلاح اور فلاح کے عمل کو ایک ایمانی عمل سے تعبیر کرتا ہے۔ اصلاح بین الناس، لوگوں کی ناراضگیوں کو ختم کرا کے ان کو باہم شیر و شکر کرنا ہے ان کو متحد اور متفق کرنا ہے ان کو باہمی مشترکات اور اجتماعی مفادات پر اکٹھا کرتا ہے۔ اس لیے قرآن اس حقیقت کو یوں واضح کرتا ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ (الحجرات، 49: 10)

”بات یہی ہے کہ (سب) اہلِ ایمان (آپس میں) بھائی ہیں۔ سو تم اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرایا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔“

یہ آیت کریمہ واضح کر رہی ہے ایمان اور صلح جوئی کا باہم ایک گہرا تعلق ہے۔ ایمان ملنے اور جڑنے کا نام ہے، ایمان کے ذریعے بندہ اپنے رب سے جڑتا اور ملتا ہے اور ایمان کے سبب ایک امتی اپنے رسول سے جڑتا اور ملتا ہے، ایمان، ایمان والوں کو باہم جوڑنے، ملانے، اکٹھا کرنے اور یکجا کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔ حالات کے کتنے ہی زیر و بم آجائیں، زمانے کے کتنے ہی نشیب و فراز آجائیں، پھر ذات کی کتنی ہی تنگیاں اور دشواریاں آجائیں، ایمان کی ہر لمحہ صدا ہے، ایمان کی ہر لمحہ پکار ہے، ایمان کی ہر لحظہ بازگشت ہے کہ اے مومنو باہم جڑے رہو۔ اے مسلمانو باہم اکٹھے رہو، اے اسلام کے ماننے والو ایک دوسرے کے قریب رہو اور باہم محبت و مودت اور احترام و اکرام اور باہم ملنے جلنے کی ہر صورت قائم و دائم رکھو۔ اپنے صلہ رحمی کے رشتوں کو کبھی بھی کٹنے نہ دو اور نہ کسی کو کاٹنے دو۔ ہر ہر امر خیر سے جڑنا اور ملنا تمہاری پہچان ہو۔

ہاں انسانوں کی طبیعت میں غضب کا عنصر بھی موجود ہوتا ہے باہم عداوت اور مخالفت کے احساسات اور جذبات بھی ہوتے ہیں کسی کو چاہنے اور کسی کو نہ چاہنے کے خیالات بھی ہوتے ہیں، انسانوں کے باہمی مفادات بھی متصادم ہوتے ہیں، اپنے زیادہ سے زیادہ مفادات کا حصول بھی رشتوں کی ڈور کو کمزور کرتا ہے اور بسا اوقات کاٹ دیتا ہے۔

اصلاح تقاضا ایمان ہے

کچھ لوگ اپنا سب کچھ، اپنی ساری پہچان، اپنی ساری شخصیت کے تعارف کا عنوان ہی مفاد ہی مفاد کو بنا لیتے ہیں۔ دنیاداری اور زر پرستی کو بنا لیتے ہیں، جائیداد اور دولت پرستی کو بنا لیتے ہیں۔ اس بنا پر ساری اعلیٰ اسلامی قدریں ان کے ان جذبات و احساسات کی بنا پر ماند پڑ جاتی ہیں۔ ان کی ذات میں تعلیمات اور اخلاقیات کا غلبہ دکھائی نہیں دیتا بلکہ خواہشات اور مفادات کا تغلب دکھائی دیتا ہے۔ قرآن ایسے لوگوں کو مخاطب کرتا ہے۔ تم بہر صورت مومن ہو، مسلمان ہو، اللہ کے بندے اور رسول اللہ ﷺ کے امتی اور دعویٰ ایمان رکھنے والے ہو، تمہارا ایمان تم سے مطالبہ کرتا ہے کہ باہم جڑے رہو، اکٹھے رہو، یکجان و یک قالب ہو۔ اخوت و محبت کا نشان بن کر رہو، اپنے درمیان آنے والے کسی بھی دنیاوی مفاد کو باہم ٹوٹنے اور منتشر ہونے اور مفترق ہونے کا سبب نہ بننے دو۔ اس لیے کہ تم کو مصلح بنایا گیا ہے، تم پیکر اصلاح ہو، فاصلحوا بین اخویکم اپنے بھائیوں کے درمیان اگر کوئی ناچاکی اور ناراضگی ہو جائے تو اسے ختم کرایا کرو تاکہ اسے مزید بڑھایا نہ کرو۔

مسلمان مصلح ہے مفسد نہیں

ناراض لوگوں کو باہم راضی کیا کرو، ٹوٹے ہوئے لوگوں کو باہم جوڑا کرو، لڑنے والوں کو لڑنے سے منع کیا کرو، باہم دشمنی پالنے والے کو دشمنی و عداوت سے منع کیا کرو، باہم نفرت کرنے والوں کو محبت کی لڑی میں پرویا کرو، ایک دوسرے سے قطع تعلقی کرنے والوں اتصال کے رشتوں میں سیا کرو، ایک دوسرے کے خون کے پیاسوں کو باہم شیر و شکر کیا کرو، عداوت کی آگ میں جلنے والوں کو بحر محبت و مودت میں مستغرق کیا کرو۔ اس لیے کہ اس کائنات میں اثبات حق کو ہے ابطال باطل کو ہے، محبت حق اور عداوت باطل ہے۔ مودت سچ ہے اور نفرت جھوٹ ہے۔ دوسروں کی خیر خواہی صدق ہے اور دوسروں کو ایذارسانی کذب ہے۔ جب اہل ایمان تقاضا ایمان کے تحت اپنی مصلحانہ کاوشوں کے ذریعے مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کی فضا قائم کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے مابین باہمی منافرت و عداوت کو ختم کرتے ہیں اور مسلمانوں کے درمیان فرقہ واریت کو مٹاتے ہیں تو اپنے اس مخلصانہ اور مومنانہ عمل کے باعث وہ اللہ کی رحمت اور نصرت کے حقدار ٹھہرتے ہیں۔

قرآن لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے عمل کو اللہ کی رضا اور خوشنودی سے تعبیر کرتا ہے۔ کوئی اگر یہ سوچتا ہے دو لڑتے ہوئے افراد، گروہوں اور طبقوں کو اگر ہم اکٹھا کرا دوں تو مجھے اس سے کیا اجر ملے گا۔

عملِ اصلاح کے فوائد و ثمرات

قرآن سورہ النساء میں اس عملِ اصلاح کے اجر کو واضح کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ ط وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا۔ (النساء، 4: 114)

’’جو کسی خیرات کا یا نیک کام کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم دیتا ہے اور جو کوئی یہ کام اللہ کی رضا جوئی کے لیے کرے تو ہم اس کو عنقریب عظیم اجر عطا کریں گے۔‘‘

ایک مسلمان کے اصلاحی عمل کے ذریعے دو افراد اور دو خاندانوں اور دو گروہوں کے درمیان سے باہمی نفرت کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ ان کے درمیان بھڑکنے والی عداوت کا انسداد ہو سکتا ہے، ان کے درمیان قائم ہونے والی قتل و غارت گری سے بچاؤ ہو سکتا ہے اور ان کے درمیان پیدا ہونے والا انتقام سرے ہی سے اختتام پذیر ہو سکتا ہے۔ اس کے اس اصلاحی عمل کے ذریعے ان کے درمیان نسل در نسل جاری ہونے والے خون خرابے کا خاتمہ ہو سکتا ہے اور اس اصلاحی عمل کے ذریعے معاشرے کے اجتماعی امن پرور ماحول کو تقویت مل سکتی ہے اور اس کے مصلحانہ عمل کے ذریعے معاشرے کے لوگوں کے درمیان تحمل و برداشت کے رویوں کو فروغ دیا جاسکتا ہے کہ اس لیے یہ اصلاح کا عمل درحقیقت انسانوں کی فلاح کا عمل ہے۔ اس اصلاح میں انسانوں کی فلاح پوشیدہ ہے۔ اس لیے قرآن بار بار اس امر پر زور دیتا ہے۔

سورہ البقرہ میں ارشاد فرمایا:

وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ (البقرہ، 2: 224)

"اور لوگوں میں صلح کرانے میں آڑ مت بناؤ، اور اللہ خوب سننے والا بڑا جاننے والا ہے۔"
صلح کا عمل پیغمبرانہ سنت ہے، صلح کا طریق پیغمبروں کی سیرت ہے، انبیاء علیہم السلام نے انسانیت کو باہم جوڑا ہے، ان کے ذات پات کے رشتوں پر ایمانی تعلق کو مقدم رکھا ہے۔

صلح جوئی عظیم عمل ہے

رسول اللہ ﷺ صلح کے اس عظیم عمل کی بنا پر جو شخص اس میں مشغول ہوتا ہے اس کے لیے آپ نے فرمایا اگر وہ دو افراد اور دو خاندانوں کو باہم جوڑنے اور اکٹھا کرنے کے لیے ایک دوسرے کے لیے اچھے جذبات اور عمدہ کلمات اور بہترین الفاظ وہ اپنی طرف سے از خود ان کی طرف منسوب کر دیتا ہے جبکہ امر واقع میں ان کے درمیان باہمی عداوت اور دشمنی کی وجہ سے ایسا بعید از قیاس محسوس ہوتا ہو تو اس کے باوجود یہ مصلح شخص جھوٹا اور کذاب نہیں کہلوائے گا اس لیے اس پہ بظاہر کذب ان کو ایک دائمی وصف صدق پر جمع کر دے گا۔ باہم اکٹھے رہنا اور مل جل کر رہنا اور باہم محبت و مودت کے ساتھ رہنا یہ صدق ہے اور یہ حق ہے اور یہی تعلیم دین ہے اور یہی تعلیم اسلام ہے۔
اس لیے حضرت ام کلثوم بنت عقبہؓ روایت کرتی ہیں:

قالت انها سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس فینمی خیرا او یقول خیرا۔ (متفق علیہ) (صحیح بخاری، کتاب الصلح باب یصلح بین الناس، 2: 958، رقم 2546)

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا لوگوں میں صلح کرانے والا جھوٹا نہیں خواہ وہ صلح کے لیے کسی کی طرف کوئی اچھی بات منسوب کرے یا وہ اپنی طرف سے کسی کے متعلق کلمات خیر کہے۔"
اسی طرح حضرت حمید بن عبدالرحمن روایت کرتے ہیں:

ان النبی قال قال لم یکذب من نمی بین اثنین لیصلح۔
(ابو داؤد، السنن کتاب الادب، باب اصلاح ذات البین، 4: 280، رقم 494)

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے دو آدمیوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے پہلو دار بات کی اس نے جھوٹ نہیں بولا۔"

صلح جوئی اور صلح پسندی افضل عمل ہے

اس مضمون کے حوالے سے حضرت ابی الدرداءؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قال رسول اللہ ﷺ الا اخبرکم بافضل من درجة الصلاة والصیام والصدقة قالوا بلی قال اصلاح ذات البین وفساد ذات البین هی الحالقة۔ (احمد بن حنبل المسند، 6: 444، رقم 27548)، (ابوداؤد، السنن، کتاب الادب، باب اصلاح ذات البین، 4: 280، رقم 4919)

”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں کوئی ایسا کام نہ بتاؤں جو درجے میں نماز، روزہ، زکوۃ سے بھی افضل ہے لوگ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ کیوں نہیں ضرور بتایئے آپ نے فرمایا لوگوں کے درمیان صلح کرانا کیونکہ باہمی تعلقات کا بگاڑ امن و سلامتی کو تباہ کرنے اور (ظلم و زیادتی کو فروغ دینے) والا عمل ہے (اور رشتوں کی خرابی قطع رحمی کا باعث بنتی ہے)۔“

خلاصہ کلام

لوگوں کے درمیان اصلاح کرانا، ان کی ناراضگیاں ختم کرنا، ان کو باہم متحد و متفق کرنا اور ان کو یکجا اور اکٹھا کرنا اور ان میں باہم محبت اور مودت کو فروغ دینا، دشمنی و عداوت کو سرد کرنا اور ختم کرنا، ان سے نفرت اور منافرت کو مٹانا ان کو جنگ وجدال سے بچانا، ان کو تنازعات واختلافات سے روکنا، ان کو اجتماعی مشترکات اور معاشرتی مفادات پر جمع کرنا، ان کو قتل وغارت سے روکنا ایک دوسرے کے خون کو بہانے سے روکنا، ایک دوسرے کا دشمن بننے سے منع کرنا، یہ مصلحانہ عمل سراسر پیغمبرانہ عمل ہے۔ یہ عباد صالحین کا عمل ہے۔ یہ اہل ایمان کا عمل ہے۔ یہ عمل ہی ایک مسلمان کا عمل ہے، اس اصلاحی عمل کو رسول اللہ ﷺ نے بہترین صدقہ قرار دیا ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ افضل الصدقة اصلاح ذات البین۔ (رواہ البخاری، بخاری، التاریخ الکبیر، 3: 2910، رقم 1007)

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے بہترین صدقہ دو قرابت داروں اور دو انسانوں کے درمیان صلح کرانا ہے۔“

ہماری یہ انفرادی اور اجتماعی ذمہ داری ہے جہاں افراد لڑ رہے ہوں ان میں صلح کرائیں جہاں رشتے دار ناراض ہوں ان کو راضی کرائیں جہاں دوستوں کی دوستی میں سرد مہری آجائے۔ اس کو ختم کرائیں۔ جہاں دفتروں میں ناچاکی کا ماحول ہو۔ اس کا انسداد کریں جہاں کلاسوں میں نفرتیں ہوں ان کو محبتوں میں بدلیں۔ ہم جہاں رہیں، جس جگہ کام کریں، وہاں محبت اور مودت کا ماحول قائم کریں۔ لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب کریں، ایک دوسرے سے دور نہ کریں۔ یہی دین ہے اور یہی اسلام ہے۔

باری تعالیٰ ہم سب کو معاشرے میں مصلحانہ اور ناصحانہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شہرِ اعتکاف 2024ء

خصوصی رپورٹ: ثناء وحید

دنیائے اسلام کی سب سے بڑی اعتکاف گاہ (حرمین شریفین کے بعد) تحریک منہاج القرآن کے زیرِ اہتمام ہر سال ''شہرِ اعتکاف'' کے نام سے جامع المنہاج بغداد ٹاؤن میں سجائی جاتی ہے۔ 1990ء سے لے کر اب تک 31 سالانہ شہر اعتکاف آباد ہو چکے ہیں۔ جن میں نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر سے ہزارہا معتکفین و معتکفات ہر سال شریک ہوتے ہیں۔

اس شہرِ اعتکاف کو قدوۃ الاولیاء حضور پیر سیدنا طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی سرپرستی حاصل ہے جبکہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی علمی و فکری معیت اور ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی ہمہ جہتی نگرانی اس اجتماعی اعتکاف کا طرہ امتیاز ہے۔

امسال بھی الحمدللہ تعالیٰ تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام شہر اعتکاف سجایا گیا جس میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری دامت برکاتہم العالیہ نے ''خدا کو کیوں مانیں اور مذہب کو کیوں اپنائیں؟'' کے موضوع پر خصوصی خطابات ارشاد فرمائے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مہنگائی کے اس دور میں جہاں زندہ رہنا مشکل ہو گیا اور میسر اور دستیاب وسائل سے ضروریات کہیں بڑھ گئیں۔ اس صورتِ حال کے باوجود شہرِ اعتکاف میں معتکفین و معتکفات کی تعداد پچھلے سال سے کئی گنا بڑھ گئی ہے۔

20 رمضان المبارک کو شہرِ اعتکاف کے آغاز پر صدر منہاج القرآن ویمن لیگ انٹرنیشنل ڈاکٹر غزالہ حسن قادری، محترمہ فضہ حسین قادری، صدر منہاج القرآن ویمن لیگ ڈاکٹر فرح ناز، نائب صدر محترمہ سدرہ کرامت نے معتکفات کو خوش آمدید کہا۔ بعدازاں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے تعلیمی، تربیتی، روحانی، تجدیدی اور احیائے اسلام کی عالمگیر تحریک کے عظیم مرکز منہاج القرآن کے شہر اعتکاف میں ہزاروں معتکفین و معتکفات کو خوش آمدید کہتے ہوئے ان کے لیے نیک تمناؤں کا اظہار کیا اور خصوصی دعا کی۔

ویمن اعتکاف 2024ء کے فقید المثال انتظامات

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام ویمن اعتکاف 2024ء میں اندرون و بیرون ملک سے ہزارہا معتکفات شریک ہوئیں۔ اِن ہزارہا معتکفات کی رہائش اور سحر و افطار کے خصوصی انتظامات کیے گئے۔ ہزاروں خواتین معتکفات اور سیکڑوں معتکف بچوں کے لیے علیحدہ انتظامات کیے گئے۔ معتکفات کی سہولت کیلئے شہر اعتکاف کو مختلف بلاکس میں تقسیم کیا گیا۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے خطابات

امسال شہر اعتکاف 2024ء میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری دامت برکاتہم العالیہ نے ”زوال پذیر معاشرتی اقدار اور قرآنی احکامات“ کے موضوع پر 9 خصوصی خطابات ارشاد فرمائے۔ شیخ الاسلام کے یہ خطابات منہاج ٹی وی، آفیشل یوٹیوب چینل ڈاکٹر قادری، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے ذریعے روزانہ براہِ راست نشر کیے گئے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے شہرِ اعتکاف 2024ء کے ایمان افروز خطابات کا خلاصہ قارئین کے لیے پیش کیا جا رہا ہے:

پہلی نشست: خدا کو کیوں مانیں اور مذہب کو کیوں اپنائیں؟

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری دامت برکاتہم العالیہ شہرِ اعتکاف کی پہلی نشست سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شہرِ اعتکاف میں پاکستان سمیت دنیا بھر سے تشریف لانے والے جملہ معتکفین کو

خوش آمدید کہتا ہوں۔ خدا ہر جگہ موجود ہے اس دعوے کا جواب قرآن نے ان الفاظ میں دیا ہے کہ ساری کائنات اس کے احاطہ میں ہے، شرق تا غرب سب کچھ اسی کی دسترس میں ہے، ساری کہکشائیں جن کی تعداد اربوں میں ہے یہ نظام شمسی اور یہ سارا سولر سسٹم ایک چھوٹی سی چیز ہے، اللہ ان سب سے بڑا ہے۔ ایمان بالغیب ہی وہ صفت ہے جس سے ایمان کا راستہ نکلتا ہے، غیب عربی زبان کا لفظ ہے، غیب اس چیز کو کہتے ہیں جو موجود تو ہو مگر مشہود نہ ہو یعنی دکھائی نہ دے سکے، جس چیز کو دیکھا نہ جا سکے اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ موجود نہیں ہے، بہت ساری چیزیں ہیں جو موجود تو ہیں مگر ہماری آنکھ انھیں دیکھ نہیں سکتی۔

انہوں نے کہا کہ نوجوان اپنا تعلق علم اور کتاب سے جوڑیں، علم میں پختگی کے لیے خوب محنت کریں اور مطالعہ کا شوق پیدا کریں۔ قرآن مجید پر غور و فکر کریں اور تحقیقی موازنہ کی طرف آئیں۔ قرآن میں 856 آیات ایسی ہیں جن میں اللہ نے علم کی ضرورت و اہمیت پر زور دیا ہے، جب کہ ایک ہزار کے قریب آیات میں بالواسطہ یا بلاواسطہ سائنسی حقائق بیان کیے گئے ہیں۔ قرآن مجید میں پونے دو ہزار آیات ایسی ہیں جن میں علم اور سائنس کی بات کی گئی ہے۔

انہوں نے کہا کہ قرآن مجید نے اپنے ماننے والوں کو بار بار دعوت دی کہ غور کرو، تدبر سے کام لو، تحقیق سے کام لو علم سے تعلق جوڑو، جو کتاب اپنے ماننے والوں کو غور و فکر کی دعوت دے کیا وہ کتاب غلط ہو سکتی ہے؟ اسی لیے قران کا دعویٰ ہے کہ دنیا بھر کے اہل زبان مل کر اس جیسی کوئی ایک آیت یا سورۃ لے آؤ؟۔ کہا جاتا ہے کہ سائنس ایجادات کرتی ہے اور پھر بعد میں انھیں قرآن کے اندر سے ڈھونڈ نکالا جاتا ہے کہ یہ سائنسی حقیقت قرآن میں موجود ہے۔ سوال کرنے والے کہتے ہیں اگر یہ قرآن میں موجود تھا تو مسلمانوں یہ ایجادات خود کیوں نہیں کیں؟ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ کسی اور مذہب نے اپنی مذہبی کتاب سے یہ حقائق کیوں نہ ڈھونڈ نکالے؟ قرآن میں یہ حقائق موجود ہیں تو نکالے گئے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ان حقائق تک رسائی کے لیے دونوں طرف کا پختہ علم ہونا شرط اول ہے، جوں جوں سائنس کائنات کے پردے اٹھاتی چلی جائے گی وہ قرآن کے دعوؤں اور معارف و معانی کی توثیق کرتی چلی جائے گی کیونکہ یہ سب حقائق 14 سو سال قبل قرآن نے بیان کر دیے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ قرآن مجید نے 14 سو سال قبل جو حقائق بیان کیے انھیں آج کے دن تک کوئی جھٹلا نہیں سکا اور قرآن نے جو چیلنج کیے وہ چیلنج بھی آج کے دن تک کوئی قبول نہیں کر سکا، جو کتاب چیلنج کرے، غور و فکر کی دعوت دے ایسی کتاب جھوٹ ہو سکتی ہے؟۔ جو ہر جگہ موجود ہو اس کا کوئی ایک پتہ نہیں ہوتا، جس کا ایک پتہ ہوتا ہے وہ ہر جگہ موجود نہیں ہوتا، اللہ ان جگہوں پر بھی ہے جس کا ہمیں علم

نہیں ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ اگر زمین و آسمان میں موجود نشانیوں پر غور کرو گے تو ان میں سے ہر نشانی اللہ کی ذات کا پتہ دے گی، اللہ ہر چیز پر محیط ہے اس لیے وہ نظر نہیں آتا، نظر کی ایک حد ہے، نظر کی استعداد حواس خمسہ کی مرہون منت ہے اور ان کے دائرہ کار کی ایک حد ہے جب کہ اللہ لا محدود اور بے حد ہے، حد والے حواس بے حد کو نہیں دیکھ سکتے اسی لئے فرمایا گیا غیب پر ایمان لاؤ۔

انہوں نے کہا کہ جب یقین کمزور ہو جاتا ہے تو پھر بعض ذہنوں میں یہ خیال جنم لیتا ہے کہ اگر خدا ہے تو وہ کہاں ہے اور اس کا پتہ کیا ہے؟۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ قرآن مجید کی آیات پر غور وتدبر کریں اور اہل عقل و دانش ان سے ہدایت و راہنمائی حاصل کریں۔ مہنگائی اور گرانی کے اس دور میں اپنے کاروبار سے الگ ہو کر اللہ کی رضا کے لیے دس دن خود کو اس تربیتی ورکشاپ کے لیے مخصوص کرنا بہت بڑی سعادت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس کاوش کو قبول و منظور فرمائے۔ جو چیزیں حواس خمسہ کے ذریعہ محسوس ہوں ان کو انسان جان لیتا ہے مگر جو چیزیں حواس خمسہ سے ماوراء ہوں انہیں سائنسدان اور سائنس کچھ نشانیوں سے جانتی اور پہچانتی ہے، جیسے پھول کو تو ہم دیکھ سکتے ہیں مگر خوشبو کو نہیں دیکھ سکتے۔ مگر اس کے وجود سے انکار بھی نہیں کر سکتے۔

انہوں نے کہا کہ سائنسی ایجادات اور فتوحات کی عمر گزشتہ دو صدیاں ہیں، اس سے پہلے تو سائنس خود ٹامک ٹوئیاں مار رہی تھی۔ قرآن نے 14 سو سال قبل اعلان کر دیا تھا کہ وقت آئے گا تو تم جان لو گے کہ اللہ نے اس کتاب میں جو بیان کر دیا وہ حق ہے۔ وقت مقررہ پر تم یہ سب جان لو گے اور ساری گتھیاں سلجھتی جائیں گی۔

دوسری نشست: خدا کو کیوں مانیں اور مذہب کو کیوں اپنائیں؟

نشست سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ خدا تک رسائی کا طریقہ، تحقیق ہے اور تحقیق کے لیے انسان کو قرآن مجید میں غوطہ زنی کرنی پڑتی ہے۔ اگر کوئی اُس حسنِ مطلق کی تلاش میں سر گرداں ہو اور اس تلاش کے تمام مطلوبہ تقاضے پورے کرے تو اس کا پتہ لازمی مل جاتا ہے اور اُس تک رسائی نصیب ہو جاتی ہے۔ ایمان والوں کو لمحہ بہ لمحہ ایسے اِہتمام کی ضرورت ہوتی ہے جو ان کے ایمان میں اضافے کا باعث بنتی رہے۔ ایمان پر جتنی شدت کے حملے ہو رہے ہیں، اس کے بچاؤ کے لیے کوشش بھی اتنی شدت کی ہونی چاہیے۔

انہوں نے کہا کہ آج کے دور میں ایمان کو کمزور کرنے کے عوامل بے شمار ہیں۔ موبائل فون اس کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ ہدایت پالینے کے بعد بھی ہدایت کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ ایمان کی دولت

نصیب ہونے کے بعد بھی ایمان کو پختہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ میری کوشش ہے کہ ملک و ملت اور اُمت کے سرمائے کی مانند اپنے نوجوانوں کو لادینیت کے فتنے سے بچایا جائے اور ان کے اخلاق و کردار کی حفاظت کی جائے۔ ایمان کو حاصل کرنے اور ایمان کو بچانے کے لیے ہماری کوئی شعوری کوشش نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کی نوجوان نسل بکھرے ہوئے تنکوں کی مانند ہے جسے تھوڑی سی ہوا کہیں بھی لے جاسکتی ہے۔

انہوں نے کہا پہلے شفا خانے ہوتے تھے، اب بد قسمتی سے مرض خانے کھل گئے ہیں۔ آن لائن گروپس بن گئے ہیں جنہیں ex-Muslims کا نام دیا گیا ہے۔ وہ دہریت کے online گروپس چلا رہے ہیں، ان کی اپنی زندگیوں میں بے شمار کجیاں ہیں اور وہ خود راہِ ہدایت پر نہیں ہیں۔ ایمان کا بچاؤ قرآن کے ذریعے ممکن ہے اور اس بچاؤ کیلئے اچھی سنگت اور صحبت لازم ہے۔ القرآن: "وہ لوگ جنہوں نے محنت کر کے ہدایت پالی تھی اللہ نے انہیں مزید ہدایت عطا فرمادی ہے۔" جو رب سے ملاقات رکھتے ہیں، ان سے ملاقات و تعلقات اُستوار رکھنا ہمیں اُس ملاقات کی کچھ تجلیات، اثرات اور کیفیات دیتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ سلامتی پانے کے لیے دنیا کو دل سے نکالنا ہوتا ہے۔ جس دل سے دنیا نکل جائے گی اس دل میں سلامتی آجائے گی۔ اگر آپ اُس سے جڑے رہیں اور دنیا کو بھی اپنے دل میں سموئے رکھیں تو سلامتی نہیں آتی۔ اللہ سے ملاقات کے لیے دل کو دنیا سے مستغنی کرنے کی ضرورت ہے۔ جب تک دل میں دنیا کا حرص، لالچ، رغبت اور تڑپ قائم رہے گی اور دل دنیا سے جڑا رہے گا، اُس وقت تک وہ مولا سے جڑ نہیں سکتا۔ کسی کے وصل کے لیے فصل ضروری ہوتی ہے۔ کہیں سے کٹو گے تو کہیں جڑو گے۔ اِس مادی دنیا سے دل کٹے گا تو اللہ سے جڑنے کا راستہ آسان ہوگا۔

انہوں نے کہا کہ اللہ والے کہا کرتے تھے کہ اللہ کی صحبت اور مجلس میں بیٹھا کرو۔ اگر ایسا نہ کر سکو تو کم از کم ان لوگوں کی خدمت میں ضرور بیٹھا کرو جو اللہ کی مجلس میں بیٹھنے والے ہیں۔ اپنی نمازوں کو رب سے ملاقات کا ذریعہ بناؤ۔ عبادات میں حسن پیدا کرتے ہوئے اپنے رب سے اپنی دوری کو ختم کرو۔

تیسری نشست: خدا کو کیوں مانیں اور مذہب کو کیوں اپنائیں؟

نشست سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ 1875ء میں یہ تحقیق سامنے آئی کہ پہاڑ جتنے زمین کے اوپر ہیں، اُتنے ہی زمین کے نیچے ہوتے ہیں۔ یوں سائنس دانوں یہ 150 سال قبل یہ آگہی دنیا کو دی۔ جب کہ اسلام نے آج سے 1400 سال قبل قرآن مجید کے ذریعے یہ معلومات انسانیت کو فراہم کر دی تھیں۔ آج سے ساڑھے 14 صدیاں قبل جہالت بھرے دور میں نازل ہونے والے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے وہ تمام سائنسی حقائق بیان کر دیے تھے جو آج سائنسی تحقیق سے معلوم ہو رہے ہیں۔ یہی اس بات کی دلیل ہیں کہ خدا کو مانا جائے۔ المیہ یہ ہے کہ ہم قرآن مجید کو پڑھنا اور اس کی آیات کو سمجھنا ہی نہیں چاہتے۔ خدا، دین اور حق کا راستہ اُن سے معلوم کرنا چاہتے ہیں جو خود بھٹکے ہوئے ہیں۔ ایسے ہزاروں سوالات ہیں جن کی خبر سائنس اور انسانیت کو آج ملی ہیں جب کہ قرآن مجید ان کا واضح تذکرہ ساڑھے 14 صدیاں قبل کر چکا ہے۔

انہوں نے کہا کہ خدا کے وجود سے انکار کرنے والوں سے یہ سوالات لازمی کریں کہ جو علم سائنس کو گزشتہ دو تین صدیوں میں حاصل ہوا، وہ آج سے 1450 سال قبل قرآن کو کیسے معلوم ہوا اور قرآن نے کیسے بیان کیا؟ سائنس آج زمین کی گردش ثابت کر رہی ہے، جب کہ قرآن نے زمین کی گردش کا علم 1,450 سال قبل انسانیت کو عطا کر دیا تھا۔ جن کو حق کی تلاش ہوتی ہے وہ سب سے پہلے اُس جگہ جاتے ہیں جہاں حق ملتا ہے۔ پھر اُس پر غور و فکر کرتے ہیں اور سوچ اور تدبر کے ساتھ حق تلاش کرتے ہیں تو اُنہیں حق مل جاتا ہے۔ خدا نے کائنات کے پھیلاؤ کا تصوّر حضور نبی اکرم ﷺ کے ذریعے اِنسانیت کو اُس وقت دیا جب عالمِ عرب میں ہر سُو جہالت کے ڈیرے تھے؛ جب کہ سائنس یہ باتیں 1450 سال بعد لوگوں کو بتا رہی ہے۔

انہوں نے کہا کہ عاشق کی علامت کیا ہے؟، عاشق وہ ہوتا ہے جو کسی حال میں محبوب کو نہ بھولے۔ نماز، محبوبِ حقیقی سے ملاقات ہوتی ہے۔ اگر فرض نماز میں غفلت برتی تو کسی اور کام کی کوئی وُقعت و حیثیت نہیں۔

چوتھی نشست: خدا کو کیوں مانیں اور مذہب کو کیوں اپنائیں؟

انہوں نے کہا کہ نوجوان دنیا کا ہر علم حاصل کریں مگر قرآن کو ہر گز نظر انداز نہ کریں۔ دنیا اور آخرت کی ہر کامیابی اور ترقی کا راز قرآن میں مضمر ہے۔

سورۃ عبس کی آیت نمبر 18 اور 19 کے مطابق انسانی تخلیق کے ابتدائی مراحل میں یہ طے ہو جاتا ہے کہ پیدا ہونے والا انسان کیسا ہو گا: گورا ہو گا یا کالا، لمبا ہو گا یا چھوٹا؛ اس کی دیگر خصوصیات کیا ہوں گی، وغیرہ۔

قرآن مجید اپنی گواہی خود دیتا ہے۔ دنیا کے کسی اور مذہب کی کتاب اس طرح کے چیلنج سے شروع نہیں ہوتی کہ اس کتاب میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں۔

جتنی خدمت سائنس نے قرآن کی کر دی ہے، شاید کسی اور علم نے اتنی خدمت دین کی نہیں کی۔ سائنس نے جا بجا حقانیتِ قرآن کے عقلی دلائل دیے ہیں۔

اِلحاد، دین بیزاری، لامذہبیت اور ناخدائیت کے بعد لاجنسیت کا فتنہ آنے والا ہے، جس میں انسان اپنی جنس کا انکار کرے گا۔ لڑکا کہے گا: میں لڑکی ہوں؛ جب کہ لڑکی کہے گی: میں لڑکا ہوں۔ کوئی دوسرا میری جنس متعین نہیں کر سکتا، بلکہ اپنی جنس کا تعین میں خود کروں گا۔ آج ان فتنوں کی پیش بندی کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے۔

سائنس بتاتی ہے کہ تیسرے ہفتے میں رحم مادر میں کان کا پردہ بنتا ہے اور چوتھے ہفتے میں آنکھ کا پردہ بنتا ہے۔... قرآن مجید میں ہر جگہ کان کا ذکر پہلے ہوا ہے اور آنکھ کا بیان بعد میں، کیوں کہ رحم مادر میں انسان کی تخلیق کے مراحل میں پہلے کان بنتے ہیں اور بعد میں آنکھوں کی تشکیل ہوتی ہے۔ یہ علم کیسے قرآن میں آ گیا؟... اگر خدا نہیں ہے تو پھر کون ہے جس نے آج سے 1450 سال قبل قرآن میں یہ حقائق بیان کر دیے؟

یہ بات مسلمہ ہے کہ قرآن مجید میں ساتویں صدی عیسوی میں بیان کیے گئے سائنسی حقائق کسی انسانی کاوش کا نتیجہ ہر گز نہیں ہو سکتے۔... بلکہ یہ ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ ایسے تمام facts خدا نے اپنے پیغمبر پر آشکار کیے ہیں۔ [ڈاکٹر کیتھ مور]

ڈاکٹر کیتھ مور کہتا ہے کہ سورۃ الزمر کی آیت نمبر 6 کے مطالعہ نے مجھے ورطۂ حیرت میں مبتلا کر دیا کہ کیسے قرآن نے 1450 سال قبل مرحلہ وار انسانی تشکیل کی تفصیلات بیان کر دیں۔

لازم ہے کہ ہم اپنے مسائل کا حل قرآن مجید کو پڑھ کر نکالیں۔ قرآن مجید کا آغاز ہی اِس حقیقت سے ہوا ہے کہ اِس میں کوئی شک نہیں۔

1941ء سے پہلے تک سائنس کو یہ معلوم نہ تھا کہ انسان کی پیدائش کا عمل کیا ہے اور یہ کس طرح انجام پاتا ہے، جب کہ آج سے 1450 سال پہلے اسلام نے یہ تمام معلومات قرآن کے ذریعے انسانیت کو عطا کر دی تھیں۔

مسلم دنیا آج سے 1450 سال پہلے سے مراکزِ علم سے منور تھی، جب کہ 1915ء تک سائنس وہیں رُکی ہوئی تھی کہ کائنات متحرک نہیں بلکہ جامد ہے۔

پانچویں نشست: "خدا کو کیوں مانیں اور مذہب کو کیوں اپنائیں؟"

انہوں نے کہا کہ نوجوان بیٹے اور بیٹیاں اپنے مَن کے اندر اللہ کی محبت کی ایسی پیاس پیدا کریں کہ جب اُس ذاتِ حق کے ذکر اور یاد کا پانی پیو تو مَن کے اندر ٹھنڈک چلی جائے۔ نوجوانو! ربِ ذوالجلال کے تابع فرمان بن جاؤ۔ جو اُس کی اطاعت میں آ جاتے ہیں، اُنہیں باری تعالیٰ اپنا عشق و محبت اور قُرب

عطا فرماتا ہے۔ آج کے نوجوان کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ بغیر محنت کے ہر چیز حاصل کرنا چاہتا ہے۔ میرے بیٹو اور بیٹیو! پڑھنے اور سمجھنے کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ آپ سب اپنے مذہب کی تعلیمات اور قرآن کا مطالعہ کیا کریں، اور اس میں غور و فکر اور تدبر کیا کریں۔ اللہ کے عاشقوں کے دل اللہ کے راز اور اسرار و رُموز کے میدانوں کی سیر کرتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ انسان کا جسم 100 کھرب خلیوں (cells) کے ساتھ تشکیل پاتا ہے اور ہر سیل اپنے اندر ایک کائنات ہے۔ ایک سیل کے اندر 100 ارب atoms اور 4 کروڑ 20 لاکھ مالیکیولز ہوتے ہیں۔ ان سیلز پر تحقیق سے معلوم ہوگا کہ کوئی ذات ہے جس نے انہیں ڈیزائن کیا، بنایا اور پھر ترتیب سے ان کی جگہوں پر لگایا ہے۔... وہی خدا ہے۔ کائنات میں تمام اشیاء خلیات (cells) سے مل کر بنی ہیں۔ ایک خلیہ کا سائز اتنا ہوتا ہے کہ 10 لاکھ خلیات (cells) جمع کیے جائیں تو ان کا سائز ایسے بنتا ہے جیسے بال پوائنٹ کی نوک ہوتی ہے۔ انسانی جسم کے ہر خلیہ (cell) کے اندر ایک کائنات آباد ہے۔ خدا نے اس سیل کی ضرورت کی تمام اشیاء اس کے اندر پیدا کی ہیں۔ جیسا کہ آنکھ کے retina کے خلیات میں ایک ہزار سے اڑھائی ہزار تک پاور پلانٹس ہوتے ہیں اور وہ پاور پلانٹس جسم میں موجود شوگر سے چلتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ آنکھ کے ایک سیل سے پورا انسان تشکیل پا سکتا ہے۔ ہمیں علم، تحقیق اور سائنس کی آنکھ کھول کر ان آفاقی حقیقتوں کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اس سے ہمیں خدا کے وجود کا پتہ ملے گا۔

انہوں نے کہا کہ انسانی دل ایک دن میں ایک لاکھ مرتبہ دھڑکتا ہے اور جسم میں موجود تمام سیلز کو خون مہیا کرتا ہے۔ انسان کے اندر موجود تمام خودکار نظام خود سے نہیں بنے، بلکہ انہیں کسی نے بنایا ہے اور انہیں ان کے معاملات کا شعور دیا ہے۔۔۔ وہی خدا ہے!۔ خون کے سرخ خلیات (red blood cells) ہر 90 سیکنڈز میں 75 ہزار میل کا سفر کرتے ہیں۔۔۔ سوال یہ ہے کہ انہیں کون گائیڈ کرتا کہ انہوں نے کب، کہاں اور کس طرف جانا ہے؟ کوئی تو ان کا تخلیق کار اور ان کا صورت گر ہوگا؟۔۔۔ وہی خدا ہے!۔ انسانی جسم میں موجود ہر خلیے کے گرد cell membrane ہوتا ہے۔ یہ membrane نہ صرف خلیے کی حفاظت کرتا ہے بلکہ cell کے اُمور میں مکمل راہ نُمائی بھی فراہم کرتا ہے۔ اسی طرح پودوں میں خلیہ کے گرد cell wall ہوتی ہے، اس کا کام بھی خلیہ کی حفاظت کرنا ہوتا ہے۔ ناک کے اندر 50 لاکھ nerve cells ہوتے ہیں، جن کی مدد سے انسان سونگھتا ہے۔ انسانی 10 ہزار قسموں کی مہک سونگھ سکتی ہے۔ اسی طرح زبان کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہ خوبی دی ہے کہ زبان 10 ہزار قسموں کے ذائقوں کی شناخت کرتی ہے۔ خون کے ایک قطرے میں 50 لاکھ cells

ہوتے ہیں جو پھیپھڑوں سے آکسیجن لے کر پورے جسم کے ہر ٹشو تک پہنچاتے ہیں اور پھر پورے جسم سے کاربن ڈائی آکسائیڈ لے کر پھیپھڑوں کے ذریعے جسم سے باہر نکال دیتے ہیں۔ ہر ایک سیکنڈ میں خون کے 20 لاکھ خلیے مر جاتے ہیں اور اُسی لمحے 20 لاکھ خلیے نئے پیدا ہوتے ہیں۔۔۔ تو کون ہے جو اس نظام کو چلاتا ہے؟۔۔۔ وہ خدا ہے۔

چھٹی نشست: "خدا کو کیوں مانیں اور مذہب کو کیوں اپنائیں؟"

انہوں نے کہا کہ ہر وہ شخص جو دیانت داری سے اِنسان کے اندر اور باہر کی کائنات میں غور و فکر کرے گا، وہ اللہ کی وحدانیت کا اِقرار اور اُس پر ایمان لائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ شہرِ اِعتکاف میں پہلی بار آنے والے بیٹوں اور بیٹیوں کو میری طرف سے بہت پیار اور دعائیں ہیں۔ آپ ہمیشہ اِعتکاف میں آتے رہیں اور اپنے دین و ایمان کی حفاظت کا ساماں کرتے رہیں۔

انہوں نے کہا کہ دہریت، لا مذہبیت اور ناخدائیت کی فکری لہر دو اڑھائی سو سال قبل مغرب میں شروع ہوئی تھی۔ آغاز میں اس فتنہ میں اِسلام کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ لہٰذا اس فتنہ کا پس منظر سمجھنا بہت ضروری ہے تاکہ فکری اِنتشار کا شکار ہونے والی نوجوان نسل اس کی تاریخ سے آگاہ ہوسکے۔ درحقیقت یورپ میں ایک طویل عرصے تک ریاست اور چرچ کا گٹھ جوڑ تھا۔ وہاں چرچ کو خدا کے نمائندہ کی حیثیت دی جاتی تھی اور وہ اس کے ذریعے اپنے مفادات کا تحفظ کرتے تھے۔ چرچ اور ریاست کے اس گٹھ جوڑ کے ردِ عمل میں فتنۂ اِنکارِ مذہب شروع ہوا۔ جب مذہبی راہ نُما مذہب کو اپنے مفادات کے حصول اور روزگار و دنیا کمانے کا ذریعہ بناتا ہے تو پھر اسے خود ساختہ نظریات گھڑنے پڑتے ہیں اور لوگوں کو اندھا کرنا پڑتا ہے تاکہ وہ اس کی کہی کسی بات کو چیلنج نہ کریں۔ اور یوں وہ اپنی خود ساختہ اتھارٹی کو maintain رکھ سکے۔ یورپ کے مذہبی راہنما یہ برداشت نہیں کرتے تھے کہ کوئی ان کے بنائے ہوئے نظریات کو چیلنج کرے۔ اس لیے ایک ہزار سال تک یورپ میں سائنس کو ترقی نہیں کرنے دی گئی۔ اِس وجہ سے یورپ ان ہزار سالوں کو dark ages کہتا ہے کیوں کہ ان سالوں میں سائنسی تحقیقات آگے نہیں بڑھنے دی گئیں۔ یورپ میں مذہب اور سائنس کے مابین جاری جنگ میں بالآخر سائنس جیت گئی کیوں کہ ریاست کو چرچ کی ضرورت نہیں رہی تھی۔

انہوں نے کہا کہ سیاست کسی کی وفادار نہیں ہوتی۔ یہ صرف اور صرف اپنے مفادات کی وفادار ہوتی ہے۔ سیاست کا مفاد صرف سیاست ہے اور اپنے مفادات کی خاطر یہ رحمان اور شیطان دونوں سے اتحاد کر سکتی ہے۔ وطنِ عزیز کے مذہبی و سیاسی اور سماجی راہ نماؤں نے معاشرے کو تماشبین بنا دیا ہے۔ اَخلاق، نصیحت، اچھائی، خوش خُلقی اور قرآن و حدیث کی بات کریں تو سوشل میڈیا پر اس کی viewership نہیں ہوتی۔ عقل اور تحقیق کی بات کرنے والوں کو مذہبی راہ نُما اپنا مخالف سمجھتے تھے۔

انہوں نے کہا کہ جب ریاست نے اپنے مفادات کی خاطر سائنسی تحقیقات کو روکنا تھا تو مذہبی راہ نُماؤں کا سہارا لیا۔ اور جب ریاست نے اپنے مفادات کی خاطر چرچ کو کچلنا تھا تو اس نے سائنس کا سہارا لیا۔ بعد ازاں مذہبی راہنما کمزور ہوئے تو خدا کا نمائندہ کہلانے والے مذہبی نمائندگان کے خلاف پلنے والی ایک ہزار سالہ نفرت صرف مذہبی راہ نُماؤں تک محدود نہ رہی بلکہ سائنس دانون نے مذہب اور خدا کے خلاف اپنا غصہ نکالا۔ حالاں کہ اَصلاً وہ خدا کے وجود کے انکاری نہ تھے بلکہ صرف اُن مذہبی راہ نُماؤں کے خلاف تھے۔ منٹگمری واٹ کہتا ہے کہ صدیوں تک یورپ کا اِنحصار اسلامی تحقیقات پر رہا اور یورپ میں مسلم سائنس دانوں کے کتابیں پڑھائی جاتی رہیں۔ سر تھامس آرنلڈ کہتا ہے کہ یورپ کی dark ages میں مسلمان پوری دنیا کو سائنس، علم اور شعور دے رہے تھے۔ یورپ نے اسلام اور مسلمانوں سے سائنس سیکھ کر ترقی حاصل کی۔ جس دور میں مسلم سائنس دانوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے عطا کردہ علوم سے سائنس کو فروغ دیا اُس وقت یورپ تاریکی کے اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا۔ میڈیکل سائنس کی پوری تاریخ میں ایسا کوئی کام نہیں ہے جو ابن سینا کے کام سے زیادہ پڑھا یا چھپا ہو۔ پروفیسر فلپ ہٹی اپنی کتاب History of the Arabs میں لکھتا ہے کہ اسلام کا علم اسپین اور سسلی کے ذریعے پورے یورپ میں پھیلا۔ یہ وہ دور تھا جب یورپ اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا۔

انہوں نے کہا کہ سائنس آج کثیر تحقیقات کے بعد کہتی ہے کہ کائنات کا سارا نظام zero defect ہے، جب کہ اللہ تعالی نے آج سے 1450 سال قبل قرآن مجید کے ذریعے اعلان کیا کہ ساری کائنات کا مطالعہ اور مشاہدہ کرلو تمہیں کہیں کوئی ہلکا سا نقص نظر نہیں آئے گا۔ اللہ نے عقل دی ہے۔ قرآن مجید پڑھیں اور سوچیں کہ

کس طرح کائنات میں موجود تمام کہکشائیں اپنے مقررہ راستوں میں چلتی ہیں اور ان میں کوئی حادثہ یا مسئلہ نہیں ہوتا۔کون ہے اس عظیم نظام کو پیدا کرنے والا؟ کون ہے اس کو برقرار رکھنے والا؟۔۔۔وہ ایک خدا ہے۔

ساتویں نشست: حضرت بشر الحافیؒ سے ملاقات

انہوں نے کہا کہ ایمان ایک بیج کی طرح ہے جو دل کی زمین پر بویا جاتا ہے۔یہ خود بخود پروان نہیں چڑھتا اور پھل دار نہیں بنتا، بلکہ ایمان کی مضبوطی و پختگی کے سارے مرحلے اندرونی و بیرونی کوشش کے محتاج ہوتے ہیں۔ایمان بیج کی طرح ہمارے دلوں میں آجاتا ہے لیکن ایمان کے پودے کو پھل دار بنانے کے لیے مسلسل محنت درکار ہوتی ہے۔اگر ہم ہر قدم پر اِس کی حفاظت نہیں کریں گے تو پھر ہم اِس کے پھل سے محروم ہو جائیں گے۔[العیاذ باللہ] ہم اِس غلط فہمی میں ہیں کہ چونکہ ہم مسلمان گھرانوں میں پیدا ہوئے ہیں، اس لیے ہمارے ایمان کا بیج خود بخود پھل دار بن جائے گا۔ ہمیں ہر وقت ایمان کے اس پودے کی حفاظت کی ضرورت رہتی ہے۔ نیکیوں، اَعمالِ صالحہ، نماز، روزہ، حج، زکوۃ، تلاوت قرآن اور سنتِ مصطفیٰ ﷺ کی پیروی سے ایمان کی حفاظت کرنا ہوگی۔نیک اَعمال ایمان کے محافظ اور promoter ہیں، اَعمالِ صالحہ سے ایمان کی افزائش (growth) ہوتی ہے۔

انہوں نے کہا کہ یہ تصور غلط ہے کہ ہم دل کے مسلمان ہیں اور ہمارا دل نیک، پاک اور صاف ہے۔جس شخص کا ظاہر طیب، مطہر اور پاک نہیں اور اس میں فسق و فجور ہے، اس کا باطن کبھی مسلمان اور پاکیزہ نہیں ہوسکتا۔یہ تصور Godless فکر اور سوچ کا دیا ہوا ہے کہ زندگی میں ہر لمحہ حرام کماتے اور کھاتے رہیں اور پھر اسے اپنا پرائیویٹ معاملہ قرار دے دیں۔ظاہر اور باطن کے اپنے اپنے فوائد ہوتے ہیں۔اَعمالِ صالحہ نہ کرنا اور اِسے اپنا اور رب کا معاملہ قرار دینا بالکل غلط تصور ہے۔یہ اِیمان کو کفر اور اِلحاد کی طرف لے جانے والی فکر ہے۔جس طرح کسی پھل کا ظاہر اس کا چھلکا ہوتا ہے۔اگر اسے اتار کر پھینک دیا جائے اور اس کا گودا جسے ہم بالعموم کھاتے ہیں، بچا کر رکھ لیں تو کچھ گھنٹوں بعد وہ پھل خراب ہو جاتا ہے۔اِسی طرح اگر ایمان کے ظاہر کی حفاظت نہیں کریں گے تو اس کا بیج یعنی ہمارا باطن بھی درست نہیں رہے گا۔

ہمیں ہر وقت نیک اعمال کے ذریعے ایمان کے ظاہر اور باطن دونوں کی حفاظت کی ضرورت ہوتی ہے۔ایمان کے معاملے میں انسان کا کوئی معاملہ ذاتی نہیں رہتا۔ہر معاملہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے اَحکامات کے تابع ہوگا تو ایمان محفوظ رہے گا۔

انہوں نے کہا کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید کے جملہ اَحکامات میں توبہ، ایمان اور عملِ صالح کو جوڑا ہے۔ عمل اور شے ہے اور تقریر اور شے۔اگر دین عمل میں نہیں ڈھلا تو پھر کسی تقریر کا کوئی فائدہ نہیں، نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔آج اکثر واعظین کا حال یہ ہے کہ تقریر میں عمدہ گفتگو کے فضائل بتاتے ہیں مگر اپنے عمل میں بد زبانی پر عمل پیرا رہتے ہیں۔تقریر میں اچھے اخلاق کا پرچار کرتے ہیں مگر معاملات میں بد اَخلاقی کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔ قول و عمل کے اس تضاد سے معاشرے میں کوئی مثبت تبدیلی نہیں آسکتی۔جب بھی آپ کہیں جاتے ہیں، کسی نہ کسی کی نمائندگی کر رہے ہوتے ہیں۔آپ نے جہاں جانا ہے وہاں آپ نے اپنی اصل کی حفاظت بھی کرنی ہے۔یہ ذمہ داری اللہ کے دین کے نمائندوں پر زیادہ بھاری ہے کہ ان کے ہر عمل کو ان کی جماعت، مسلک اور مذہب کے ساتھ جوڑا جائے گا۔وہ جیسے ہی کوئی غلط عمل کریں گے تو کہا جائے گا: صرف یہ نہیں بلکہ اس کی جماعت، مسلک، مذہب اور خدا ہی غلط ہے۔

انہوں نے کہا کہ امام احمد بن حنبل فرماتے تھے: بشر الحافی کا مقابلہ کون کرسکتا ہے؟ بشر الحافی جیسا کون ہوسکتا ہے؟ ... اللہ کی بارگاہ میں ان کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے۔اللہ کی حرام کردہ تمام اشیاء کو ترک کردینا اور اپنی زندگی کو ہر حرام سے پاک کرلینا تقویٰ کی ابتداء ہے۔زندگی کو حرام سنگت و صحبت سے پاک کرلینا حقیقی تقویٰ ہے۔شریعت کے اَحکام کی حفاظت کرنا مسلمانی ہے، اور شریعت کے آداب کی حفاظت کرنا تقویٰ ہے۔خود کو ہر اُس شے سے بچائیں جو آپ کے دل و دماغ میں فسق و فجور ڈالے اور آپ کو اللہ اور اُس کی یاد سے دور کرے۔ تقویٰ یہ ہے کہ انسان ہر اُس جگہ نہ ہو جہاں خدا اُسے دیکھنا نہیں چاہتا، اور ہر اُس جگہ موجود ہو جہاں خدا اُسے دیکھنا چاہتا ہے۔[فرمانِ غوث الاعظمؒ]۔کسی عورت نے امام احمد بن حنبل سے مسئلہ دریافت کیا کہ میں اپنی چھت پر سوت کات رہی تھی کہ اُس راستے سے شاہی لشکر کا گزر ہوا۔میں نے اُس لشکر کی روشنی میں تھوڑا سا سوت کات لیا۔کیا

وہ سوت میرے لیے جائز ہے؟ یہ سن کر امام احمد بن حنبل نے فرمایا: پہلے یہ بتاؤ کہ تم کون ہو؟ اس عورت نے جواب دیا: میں بشر الحافی کی ہمشیرہ ہوں۔امام احمد رو پڑے اور فرمایا: وہ سوت تمہارے لیے جائز نہیں۔تم حضرت بشر الحافی کی بہن ہو جو اَہلِ تقویٰ ہیں، آپ کو اپنے بھائی کے نقشِ قدم پر چلنا چاہیے جو مشتبہ کھانے پر اگر ہاتھ بڑھاتے تو ہاتھ بھی ان کی پیروی نہیں کرتا تھا۔

حضرت بشر الحافی کی توبہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حضرت محمد بن صلت بیان کرتے ہیں: حضرت بِشر بن حارث (الحافی) سے ان کی توبہ کے معاملہ اور سلوک و تصوف کی ابتداء کے بارے میں پوچھا گیا: بے شک آپ کا نام لوگوں میں ایسے ہی محترم ہے جیسے کسی نبی کا نام ہو، اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ سراسر فضلِ اِلٰہی ہے۔میں آپ کو اس فضل کے بارے میں بتاتا ہوں۔میں بڑا آوارہ اور غلط دوستیاں رکھنے والا شخص تھا۔ایک دن میں گزر رہا تھا کہ اچانک مجھے راستے میں کاغذ کا ایک ٹکڑا نظر آیا، اسے میں نے اٹھا لیا۔میں نے دیکھا کہ اس پر {بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ} لکھی ہوئی ہے۔میں نے اسے پونچھا، صاف کیا اور اسے چوم کر اپنی جیب میں رکھ لیا۔میرے پاس اُس دِن دو درہم تھے، ان کے علاوہ میرے پاس کچھ نہ تھا۔میں عطر فروشوں کے پاس گیا، ان دو درہموں سے میں نے قیمتی عطر خریدا اور اسے کاغذ کے ٹکڑے پر مل دیا۔اُس رات میں سویا تو خواب دیکھا۔گویا کوئی کہنے والا مجھے کہہ رہا تھا: اے بشر بن حارث! تو نے راستے سے ہمارا نام اٹھایا اور اسے خوشبو لگائی، میں ضرور بالضرور تمہارے نام کو دنیا و آخرت میں پاکیزہ کردوں گا۔اور پھر ایسا ہی ہوا۔

انہوں نے کہاکہ علم بیان کرنے کے لیے نہیں بلکہ عمل کرنے کے لیے ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو علم عطا کیا اور انہوں نے اِس علم کے ذریعے اِنسانیت کی راہ نُمائی فرمائی۔آخرت کا عمل ہو اور بندہ اس سے دنیا کمائے۔... اس سے قبیح عمل کوئی نہیں۔جو شخص نیک اَعمال اِس نیت سے کرے کہ وہ پہچانا جائے، اِس سے بری نیت کوئی نہیں۔جو اپنے علم کے ذریعے یہ خواہش رکھے کہ وہ پہچانا جائے اور اسے عزت و تکریم ملے، وہ نیک اَعمال کی لذت نہیں پاسکتا۔... اگر نیک اعمال کی لذت پانا چاہتے ہو تو ہر چیز سے بے نیاز ہو جاؤ۔اپنی نیکیوں کو اُسی

طرح چھپاؤ جیسے اپنے گناہوں کو چھپاتے ہو۔جب آپ سنگتیں اور دوستیاں بناتے ہیں تو دیکھیں کن دوستیوں اور سنگتوں سے دل سخت ہوتا جا رہا ہے اور دین کی محبت کم ہوتی جا رہی ہے۔ گویا دل مردہ ہوتے جارہے ہیں۔ فوراً ایسی مجلس چھوڑ دیں۔ مردوں اور زندوں کا فرق جاننا ہے تو چلتے پھرتوں کو زندہ نہ جانو اور فوت شدگان کو مردہ نہ جانو۔ حقیقی زندہ وہ لوگ ہیں جن کے ذکر سے مردہ دلوں کو راحت، حیات اور لذتِ ایمانی مل جائے۔ جن کی دوستی، صحبت اور سنگت سے دل مردہ ہوجائیں وہ مردہ لوگ ہیں۔ مردوں اور زندوں کا فرق جاننا ہے تو چلتے پھرتوں کو زندہ نہ جانو اور فوت شدگان کو مردہ نہ جانو۔ حقیقی زندہ وہ لوگ ہیں جن کے ذکر سے مردہ دلوں کو راحت، حیات اور لذتِ ایمانی مل جائے۔ جن کی دوستی، صحبت اور سنگت سے دل مردہ ہوجائیں وہ مردہ لوگ ہیں۔ اللہ کی نافرمانی چھوڑ دینے کا نام دعا ہے۔ دعا کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ گناہ چھوڑ دے تو اللہ بن مانگے عطا کر دیتا ہے۔ نماز کو لمحۂ ملاقات بنا لیں۔ کسی قیمت پر نماز نہ چھوٹے۔

آٹھویں نشست: "انسانی نفسیات اور قرآنی شخصیتِ محمدی ﷺ"

انہوں نے کہا کہ آج معاشرے میں کفر اور اِنتشار پھیلا کر نوجوانوں کے ذہنوں میں یہ تصور پختہ کیا جا رہا ہے کہ کوئی خدا ہے ہی نہیں۔ جو لوگ خدا کی ذات اور اس کے وجود کے منکر ہیں، وہ حضور نبی اکرم ﷺ کو بھی رسول اور نبی نہیں مانتے۔ وہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ قرآن مجید کوئی اُلوہی کتاب نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ نے (معاذ اللہ) خود لکھی ہے۔ یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ اِنسان کے اِرد گرد کے حالات و واقعات اُس کی طبیعت، مزاج، طرزِ فکر اور طرزِ عمل پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ جب حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اُس وقت مکی معاشرے میں حق، نیکی، عدل و اِنصاف، شرافت، انسانیت، صالحیت، صداقت، پرہیزگاری اور پاکیزگی نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ شر، جاہلیت، ظلم و جبر، گمراہی اور کفر و شرک کے سوا کچھ نہ تھا۔ اُس ماحول میں حضور ﷺ نے اپنی حیات کے ابتدائی چالیس برس گزارے۔ کفر و شرک کے ماحول میں 40 برس گزارنے کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ نے یک لخت دعوتِ حق دی کہ ایک خدا ہے، وہ وحدہٗ لا شریک ہے۔ جھوٹ، جہالت اور ظلم و جبر کی فضا

میں آپ ﷺ نے نیکی اور اچھائی کی دعوت دیتے ہوئے کہا کہ علم حاصل کرو، سچ بولو، امانت پوری کرو، بتوں کی پوجا نہ کرو، ایک خدا کی عبادت کرو، صلہ رحمی کرو، پڑوسیوں اور کمزوروں کے حقوق ادا کرو، حرام کاموں سے بچو، قتل و غارت گاری نہ کرو، عورتوں پر تہمت نہ لگاؤ اور یتیم کا مال نہ کھاؤ۔

انہوں نے کہا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو سیدہ خدیجۃ الکبری سلام اللہ علیہا سے اتنی محبت تھی کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں: حضور ﷺ مدینہ منورہ میں آخر عمر تک جب بھی کہیں تشریف فرما ہوتے سیدہ خدیجہ کا تذکرہ ضرور فرماتے اور انہیں یاد فرماتے۔اگر حضور نبی اکرم ﷺ اللہ کے سچے رسول نہ ہوتے اور قرآن اللہ کی سچی کتاب نہ ہوتی، تو پھر قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ نہ ہوتا بلکہ حضور ﷺ کا تذکرہ ہوتا۔لیکن قرآن مجید میں حضرت موسیٰ کا ذکر 131 آیات میں 136 مرتبہ آیا ہے۔یہ امر دلیل ہے کہ یہ کتاب رسول اللہ ﷺ کی تحریر کردہ نہیں بلکہ اللہ کی نازل کردہ سچی کتاب ہے۔قرآن اگر حضور ﷺ کی اپنی لکھی کتاب ہوتی تو اس میں اِنسانی جذبات کا ادراک ہوتا اور قرآن کی کیفیت مختلف ہوتی۔مگر جب قرآن کے اندر psychological angles سے شخصیتِ محمدی ﷺ کو دیکھتے ہیں تو پھر ایک ایک آیت ثابت کرتی ہے کہ یہ کتاب حضور ﷺ کی تحریر کردہ نہیں بلکہ اللہ رب العزت کی نازل کردہ ہے۔

انہوں نے کہا کہ میں نے اپنا کام کر دیا ہے، اب اسے دنیا کے کونے کونے تک پہنچانا آپ لوگوں کی ذمہ داری ہے۔تحریک منہاج القرآن کی ذمہ داری موجودہ اور آئندہ صدیوں میں دین کی حفاظت، سربلندی، اشاعت، قدروں کو زندہ کرنا اور کٹے ہوئے لوگوں کو دین سے جوڑنا اور اگلی نسلوں تک منتقل کرنا ہے۔میرے اِس پیغام کو سوشل میڈیا کے ذریعے دنیا کے ہر کونے تک پہنچائیں۔آپ نے اس کی منصوبہ بندی کرنی ہے کہ اور اس پیغام کو کم از کم پاکستان کے 10 کروڑ لوگوں تک ضرور پہنچانا ہے، تاکہ ہر ایک کو اللہ اور رسول ﷺ کی شناخت کروائی جائے اور ہر ایک کو دین سے متعلق کرکے اس کے ایمان کو بچایا جائے۔ہمیں کسی شعبے میں جانے کے لیے 20 سال تک پڑھنا پڑتا ہے، پھر ہم اُس موضوع پر بات کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔جب کہ ہم نے دین، قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ، فلسفہ اور

دلائل کبھی نہیں پڑھے اور دین کبھی کسی سے سیکھا نہیں۔ پھر جب دین پر گفتگو کرتے ہیں تو کہتے ہیں: میری عقل نہیں مانتی کہ خدا ہے۔ سوال یہ ہے کہ آپ ہوتے کون ہیں یہ کہنے والے کہ خدا نہیں ہے۔ اپنی صحبت درست کریں۔ زندگی میں بھلائی اور تباہی دونوں چیزیں صحبت ہی لاتی ہے۔

انہوں نے کہا کہ اِعتکاف 2024ء میں میرا پیغام یہ ہے کہ خود کو قرآن مجید سے جوڑ لیں۔ قرآن مجید نہ پڑھنے اور اس سے دور ہونے کی وجہ سے ہم ہدایت کے ذریعے سے کٹ گئے ہیں۔ اسے ترجمہ عرفان القرآن اور The Manifest Qur'an کے ساتھ پڑھیں۔ قرآن کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کریں اور اس میں غور و فکر کرکے فہم حاصل کریں۔ ہمارا فریضہ ہے کہ ہر ایک کو خدا کی معرفت کرائی جائے۔ ہر ایک کا تعلق قرآن کے ساتھ جوڑا جائے اور ہر ایک کا دین بچایا جائے۔ اِعتکاف 2024ء کے میرے خطابات کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانا اب آپ لوگوں کی ذمہ داری ہے۔ میرے پیغام کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کے لیے ٹھوس لائحہ عمل وضع کریں اور سوشل میڈیا کے مختلف پلیٹ فارمز کا استعمال کرتے ہوئے ہر ایک تک لازمی پہنچائیں۔ نوجوانو! بیٹو اور بیٹیو! دین پڑھو اور سیکھو۔ دین کو چیلنج نہ کرو کیونکہ آپ کے پاس وہ بنیادی authorities نہیں ہیں کہ آپ دین کو چیلنج کرسکیں۔ جب آپ کسی مذہب دشمن کو سنیں گے تو وہ آپ کو ورغلائے گا اور غلط طرف لے جائے گا۔ مگر جب آپ دین کو اچھی طرح سیکھ لیں گے تو پھر کوئی آپ کو غلط سمت نہیں لے جا سکے گا۔

نویں نشست: "دین اور ادب"

انہوں نے کہا کہ جس شخص نے اپنے نفس کو برائیوں کے غلبے سے پاک کرلیا اور نیکی کے جذبہ کو غالب کر لیا تو وہ شخص کامیاب ہوگیا۔ جس نے اس نفس کو گناہوں میں ملوث کردیا اور نیکی کو دبا دیا، وہ شخص نامراد و ناکام ہوگیا۔ خُلق کی تعریف یہ ہے کہ انسان کے اندر پائی جانے والی عمدگی، اچھائی اور خوبصورتی کو اندر سے باہر نکالنا تاکہ وہ چھپی اور دبی ہوئی صلاحیت نہ رہے بلکہ باہر نکل کر فطرت بالفعل (actual nature) بن جائے۔ اگر آپ کے افعال اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے اَوامر و اَحکام (commandments) کے تابع ہو جائیں تو وہ فعل عملِ صالح

بن جاتا ہے۔اور آپ جو بھی عملِ صالح کر رہے ہوں اسے نہایت عمدہ اور خوبصورت لباس پہنا دیں تو وہ ادب بن جاتا ہے۔ کسی کو اُس کے حق یا ضرورت سے زیادہ دینے کے عمل میں ناگواری کا نہ ہونا خُلقِ حسن اور ادبِ حسن کا طریق ہے۔ ہمارا پورا دین ادب سے لبریز ہے، جو بے ادب ہے گویا وہ بے دین ہے۔ اللہ تعالیٰ، اُس کے رسول ﷺ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، اہل بیت علیہم السلام، بزرگانِ دین اور ہر مخلوق کے ساتھ معاملہ کا اہنا اپنا ادب ہے۔ افسوس! ہمارا تصور دین اور تصور زندگی ادب کے پورے تصور سے خالی ہوگیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اُمت کو بارگاہِ رسالت ﷺ کا ادب سکھایا اور بارگاہِ رسالت ﷺ کے ادب کو اپنا ادب قرار دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اور آپ سے متعلق ہر چیز کا ادب ہم پر لازم ہے۔ اس لیے کہ آپ ﷺ ظاہری حیات سے پردہ فرمانے کے باوجود زندہ ہیں۔ حدیث صحیح ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے میری روح لوٹا دی ہوئی ہے، میں اس سلام بھیجنے والے کو سلام کا جواب دیتا ہوں۔ انبیاء کرام علیہم السلام بارگاہِ الٰہی کا ادب یوں بجا لاتے کہ بیماری یا کمزوری کی نسبت اپنی طرف کرتے، جب کہ شفاء یابی اور اپنی کامیابی کو اللہ کی طرف منسوب کرتے۔ حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کی ملاقات میں کشتی میں سوراخ کی نسبت حضرت خضر علیہ السلام نے اپنی طرف کی، جب کہ خزانے کی حفاظت کیلئے دیوار کی تعمیر کو ادبا اللہ رب العزت کی طرف منسوب کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے نمائندہ جادوگروں کے مابین ہونے والے مکالمے میں جادگروں نے مقابلہ سے پہلے ادبا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ پہلے آپ اپنا عصا ڈالیں گے یا ہم؟ صرف اس ادب کے باعث اللہ تعالیٰ نے تمام جادوگروں کو ایمان کی دولت سے نواز دیا۔ روزِ قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا جائے گا کہ مسیحیوں کو آپ نے اپنی عبادت کے لیے کہا تھا؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ادباً عرض کریں گے: مولا! اگر میں نے کہا ہوتا تو تو بہتر جانتا ہے۔ بارگاہِ الٰہی کے ادب کے باعث اُنہوں نے اپنی صفائی بھی پیش نہیں کی۔

انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحجرات میں آقا علیہ السلام کی بارگاہ کا ادب سکھایا ہے۔ آپ ﷺ کو عام لوگوں کی طرح بلانے، مخاطب کرنے یا عامیانہ انداز میں

آپ ﷺ سے بات کرنے سے منع فرما دیا ہے۔چند بدو صحابہ کرام نے آقا علیہ السّلام کو حجرے کے باہر سے باآواز بلند پکارا تو اللہ رب العزت نے تنبیہ فرمائی کہ انکو (بارگاہ رسالت مآب کے ادب کی) عقل و شعور ہی نہیں۔آقا علیہ الصلاۃ والسلام کی بارگاہ کے آداب آج بھی اُسی طرح قائم ہیں جیسا کہ آپکی ظاہری حیات میں تھے۔

افسوس! آج ہم ادب سے اتنا دور ہوگئے ہیں کہ انبیاء، صحابہ کرام اور اولیاء کرام کی تعظیم و ادب کو شخصیت پرستی، شرک و بدعت اور خرافات قرار دے دیتے ہیں جبکہ ذخیرۂ حدیث میں صحابہ کرام کا آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے غایت درجہ تعظیم و ادب بجا لانا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔امام بخاری نے الادب المفرد میں باب باندھا ہے: صحابہ کرام کا آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ اور پاؤں چومنے کا باب اور اسی طرح دیگر محدثین نے بھی یہ باب باندھا ہے۔گویا بارگاہِ رسالت کا غایت درجہ ادب و تعظیم اجل محدثین کا مشرب تھا۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا حالت نجابت میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اتفاقا سامنا ہوگیا تو حضرت ابوہریرہ ادبا تیزی سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے سے ہٹ گئے۔

انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب سے پوچھا گیا: آپ اور حضور ﷺ میں بڑا کون ہے؟ وہ ادب سے یوں گویا ہوئے: بڑے آقا علیہ السلام ہی ہیں میں صرف پیدا پہلے ہوگیا ہوں۔صحابہ کرام صرف حاملِ ادب نا تھے بلکہ وہ کمالِ ادب کا مرقع تھے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنھم آقا علیہ الصلوٰۃ کے رشتوں اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نسبتوں کا بھی ادب وحیاء کرتے۔حضرت عباس کو آتا دیکھتے تو ادبا سواری سے اتر جاتے۔بدقسمتی سے آج ہمارا دین ادب سے خالی ہوگیا ہے۔یہ تحریک منہاج القرآن کا طرۂ امتیاز ہے کہ اُس نے لوگوں کو ادب کا شعور دیا ہے اور دلیل کے ساتھ دیا ہے اور ادب سے معمور ایمان کا تصور دیا ہے اور دلیل کے ساتھ دیا ہے۔جب حیا ہوتا ہے تو ادب ہوتا ہے، جب ادب ہو تو ایمان مکمل ہوتا ہے۔ادب سے پہلے ایک درجہ آتا ہے جسے "خُلق" کہتے ہیں! انسان کے اندر اچھائی کی جو صلاحیت ہے، اس potential کو utilize کرنا اخلاق حسنہ کہلاتا ہے۔جب یہ صلاحیت آپ کا عمل بن جائے اور اس میں پختگی آجائے تو اسے "اخلاق" کہتے ہیں اور جب "اخلاق" میں مزید خوبصورتی اور نکھار آ جائے تو اسے "ادب" کہتے ہیں!۔

انہوں نے کہا کہ جو ادب سیکھنے سے ملتا ہے وہ صرف علم سیکھنے سے نہیں ملتا۔ ادب کا ایک باب سیکھنا علم کے 70 باب سیکھنے سے بہتر ہے، میرے بیٹو، بیٹیو، بھائیو، بہنوں اور بزرگو دین کو بچانے کے لیے ہر ایک کے لیے واجب ہے کہ ادب کی طرف لوٹ آئے، ادب اور حیا کی قدریں پھر سے زندہ کریں، اور ان حدود کو قائم کریں جن حدودِ ادب کے ساتھ دین کی سلامتی ہوتی ہے۔ تحریک منہاج القرآن ادبِ دین کی تحریک ہے، میرا یہ دین کی پختگی کا پیغام، اللہ کے وجود پر ایمان لانے کا پیغام، خدا کو کیوں مانیں کی معرفت کا پیغام، اور حقیقی دین کے فہم کا پیغام، وہ دین جو ادب سے معمور ہے اس کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں، تاکہ آپ کی پوری زندگیاں دمِ آخر تک ادب سے منور ہوجائیں اور اس سے آپ کے دین کی حفاظت ہو۔

منہاج القرآن ویمن لیگ کے مختلف زونز، نظامتوں اور ڈیپارٹمنٹس کے زیر اہتمام تربیتی نشستوں کا انعقاد

شہر اعتکاف میں منہاج القرآن ویمن لیگ کے ڈیپارٹمنس اور نظامتوں نے بھی اپنے اپنے شعبہ اور نظامت سے متعلقہ خواتین اور طالبات کی تربیت کے لیے علمی و فکری نشستوں کا اہتمام کیا۔ اس ضمن میں مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ اور ناظمات زونز نے متعدد نشستوں کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں ڈاکٹر غزالہ حسن قادری، مسسز فضہ حسین قادری، ڈاکٹر فرح ناز، سدرہ کرامت، صدر MSM سسٹرز اور دیگر مرکزی ویمن قائدین نے متعدد موضوعات پر لیکچرز دیئے۔

صدر منہاج القرآن ویمن لیگ انٹرنیشنل اور محترمہ فضہ حسین قادری کا ویمن اعتکاف کے مختلف حلقہ جات اور ہالز کے دورہ جات:

صدر منہاج القرآن ویمن لیگ انٹرنیشنل ڈاکٹر غزالہ حسن قادری، محترمہ فضہ حُسین قادری نے شہر اعتکاف میں پاکستان اور دیگر ممالک سے تشریف لائی ہوئی معتکفات کے حلقہ جات اور ہالز کے دورہ جات کیے اور معتکفات سے ملاقاتیں بھی کیں۔ اِن ملاقاتوں کے دوران معتکفین نے احیائے اسلام، تجدید دین اور اصلاحِ احوال کے حوالے سے اپنے اپنے علاقوں میں جاری سرگرمیوں کے بارے میں مرکزی قائدین کو آگاہ کیا اور مرکزی قائدین نے مصطفوی مشن کے پیغام کے فروغ اور اسلامی تعلیمات کی کماحقہ ترویج کے لیے تنظیمات و کارکنان کے کام کو سراہا اور ہدایات سے نوازا۔

ایگرز اعتکاف

امسال بھی منہاج القرآن ویمن لیگ کے ذیلی فورم ایگرز کے زیر اہتمام کڈز اعتکاف کا الگ سے اہتمام کیا گیا جس میں سیکڑوں بچوں اور بچیوں نے خصوصی شرکت کی۔ کڈز اعتکاف بچوں کی باقاعدہ تعلیم و تربیت کا ایک جامع پروگرام ہے۔ جس میں 7 سال سے لے کر 10 سال کی عمر تک کے بچے شریک ہوتے ہیں۔ ان بچوں کو اسلامی احکامات کے مطابق زندگی گزارنے کے انداز، فرض و مسنون عبادتیں، آداب اور سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں سیرت و اخلاق سنوارنے کے متعلق تعلیم و تربیت دی جاتی ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے شہر اعتکاف میں سیکڑوں بچوں کی شرکت پر منہاج القرآن ویمن لیگ، ایگرز اور ان بچوں کے والدین کو خصوصی مبارکباد دی جو اپنے بچوں کے ایمان کو محفوظ بنانے کے لیے مصروفِ عمل ہیں۔

صوم و صلوۃ کمیٹی کی زیرِ نگرانی ویمن اعتکاف گاہ میں باجماعت فرض نمازوں اور تراویح کی ادائیگی کا اہتمام کیا جاتا رہا ہے۔ دورانِ نماز نظم و ضبط کو قائم رکھنا اس کمیٹی کی ذمہ داریوں میں شامل تھا۔ صوم و صلوۃ کمیٹی میں شامل رضاکاران صفوں کی درستگی کا اہتمام کرتی ہیں اور جائے نماز بچھانے اور صفیں درست کرنے میں بزرگ خواتین کی مدد بھی کرتی ہیں۔ معتکفات کی کثیر تعداد کے باوجود دوران نماز نظم و نسق کو برقرار رکھنے کا سہرا اس کمیٹی کے سر ہے۔

شہرِ اعتکاف کی خوبصورتی معتکفات کی اجتماعی عبادات اور باہمی صحبت و سنگت سے دوچند ہو جاتی ہے۔ منہاج القرآن ویمن لیگ کی 2024ء کی اعتکاف گاہ میں خواتین کی کثیر تعداد نے 10 روز باجماعت نمازِ تراویح ادا کی۔

اجتماعی تراویح میں معتکفات 10 روزیوں ذوق و شوق سے شریک ہوتی رہیں کہ یہ روح پرور مناظر ایمان کو تازگی اور توانائی بخشتے رہے۔ خواتین کو صلوۃ تراویح سے وہ قلبی کیفیات نصیب ہوتی ہیں جن کی نظیر نہیں اور اجتماعی عبادات کا ثواب بھی کئی گنا ملتا ہے۔ یہ صلوۃ تراویح کلامِ رحمان کے ساتھ تعلقِ محبت جوڑنے کا بھی بہترین ذریعہ ہے۔

شہرِ اعتکاف میں شرکت کرنے والی خواتین کو سحر و افطار تقسیم کرنے پر مامور میس کمیٹی کی رضاکاران بے لوث خدمات سر انجام دیتی رہیں۔

معتکفات کو سحر و افطار مہیا کرنا ایک سعادت عظمیٰ ہے اور میس کمیٹی کی تمام ممبران پورے خلوص سے یہ فریضہ پورے 10 روز ادا کرتی ہیں۔ خدمت کا جذبہ لئے ان رضاکاران کی دس دن معتکفات کو کھانا مہیا کرنے کی اہم ذمہ داری کی بطریق احسن انجام دہی لائقِ ستائش و تحسین ہے۔

دس روز کے لئے روحانی تربیت و بالیدگی کے لئے سجے شہرِ اعتکاف لاہور میں معتکفین و معتکفات کی سہولت کا مکمل انتظام و انصرام موجود رہا۔ اسی ضمن میں ویمن اعتکاف گاہ میں میڈیکل کیمپ لگایا گیا تاکہ معتکفات کو طبّی معاونت فراہم کی جائے اور کسی ناگہانی صورتحال سے بچا جا سکے۔

اس میڈیکل کیمپ میں نہایت قابل اور کوالیفائیڈ ڈاکٹرز کی زیرِ نگرانی معتکفات کو طبّی سہولیات فراہم کی جاتی رہیں اور بیماریوں سے نبردآزما ہونے کے لئے بہترین ادویات بھی موجود تھیں۔ اس کیمپ کا مقصد معتکفات کا کسی بیماری میں مبتلا ہونے کی صورت میں فوری اور بروقت علاج فراہم کرنا تھا تاکہ خواتین کو دورانِ اعتکاف طبّی مسائل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

دورانِ اعتکاف منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیرِ اہتمام "الرحلۃ الی الاحسان" کے عنوان سے ایک تربیتی سیشن کا انعقاد کیا گیا۔ گزشتہ برس اعتکاف میں حضور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنے خطابات میں احسان کے تصور کی وضاحت کرتے ہوئے "محسنین" کی خصوصیات سے متعارف کروایا تھا۔ حضور شیخ الاسلام نے منہاج القرآن کے رفقاء اور وابستگان سے عہد لیا تھا کہ وہ احسان کے سفر کا آغاز کریں گے۔

امسال اسی تناظر میں ویمن لیگ نے فیلڈ کی عہدیداران کی ٹریننگ کے لئے ان سیشنز کا انعقاد کیا ہے۔ ان سیشنز کا مقصد خواتین میں اللہ رب العزت کے مقرب بندوں یعنی "محسنین" کی صفات پیدا کرنے کے لئے تگ و دو کرنا ہے۔ ان سیشنز کے ذریعے راہِ احسان پر گامزن خواتین کی عملی تربیت کر کے اُنہیں جامع رہنمائی فراہم کی گئی۔

شہرِ اعتکاف 2024ء میں صلوٰۃ کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔ اس کیمپ میں خواتین کو نماز کے تمام اراکین کی درست ادائیگی سکھائی گئی۔ اس کیمپ کے مضامین میں اذان کے آداب، حکم نماز، ادائیگی نماز، نماز کا ترجمہ اور مفہوم، آدابِ نماز، نماز کے

فوائد اور برکات، نماز کے ترک کرنے پر وعید اور تنبیہ اور نماز کی اقسام و لازمی شرائط شامل رہیں۔

شہرِ اعتکاف معتکفات کے لئے نہ صرف روحانی ارتقاء کا ذریعہ بنتا ہے بلکہ اس میں دین و دنیا کی تعلیم و تربیت کا سامان بھی بہم پہنچایا جاتا ہے۔اسی تناظر میں ویمن اعتکاف گاہ میں منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیرِ اہتمام فیلڈ کی تنظیمات کی تربیت کے لئے ایک سیشن کا انعقاد کیا گیا جس میں منہاج القرآن ویمن لیگ کی ملک بھر سے آئی ہوئیں عہدیداران شریک ہوئیں۔کیونکہ اس تربیتی نشست کا بنیادی مقصد ان داعیانِ دین کی تربیت کرنا تھا جن کے ذریعے عوام الناس تک علومِ دینیہ پہنچتے ہیں اور ان معلمات و مبلغات کی تربیت کے لئے اعتکاف سے بہترین موقع میسر نہیں آ سکتا۔

صلوۃ کیمپ کے انعقاد کا مقصد معتکفات کی صلوۃ میں اصلاح تھا تاکہ وہ بارگاہِ الٰہی میں سربسجود ہوتے ہوئے آدابِ صلوۃ کو ملحوظ رکھیں۔اس صلوۃ کیمپ کی یہ خاصیت تھی کہ یہاں معتکفات کو درستگی کے ساتھ ارا کینِ نماز عملی طور پر سٹیج پر کر کے دکھائے گئے۔صلوۃ کیمپ میں نماز کی مشق کے لئے حلقہ جات بھی تشکیل دیئے گئے۔یہ کیمپ منہاج القرآن ویمن لیگ کی سربراہی میں ہوا جس میں منہاج القرآن ویمن لیگ کی مرکزی عہدیداران بھی شریک ہوئیں۔

حلقات العلم

ویمن اعتکاف گاہ میں منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیرِ اہتمام پاکستان کے طول و عرض سے تشریف لائی سینکڑوں معتکفات کی تعلیم و تربیت کے لیے شہر اعتکاف میں 20 سے زائد تربیتی حلقہ جات کا اہتمام کیا گیا ہے۔

ان حلقہ جات کے مضامین میں کلامِ الٰہی کو لحن داؤدی کے انداز میں پڑھنے کی مشق، بندگیٔ خدا کا خوبصورت قرینہ بصورت سنت نبوی ، نماز کو خشوع اور خضوع سے ادا کرنے کا طریقہ، پاکیزگی اور طہارت کا اسلامی نصاب، اور اللہ کی عبادات ازروئے کلامِ الٰہی کو شامل کیا گیا۔

حلقہ جات کو مراکز العلم کے نصاب کے مطابق ترتیب دیا گیا۔مذکورہ نشستوں میں 60 سکالرز نے بطور معلمات اپنے فرائض سر انجام دیئے۔حلقہ جات میں خواتین کو

بنیادی شرعی مسائل سے لے کر جملہ معاشرتی ذمہ داریوں اور فرائض کے متعلق تعلیم دی گئی ہے تاکہ اُنہیں دینِ مبین کی خدمت اور آنے والی نسلوں کی تربیت کے لئے تیار کیا جا سکے۔

قرآن کریم کو ہدایت کا حقیقی سرچشمہ قرار دیتے ہوئے اقبال فرماتے ہیں:

گرتومی خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جُز بہ قرآں زیستن

یعنی "اگر تم مسلمان کی حیثیت سے زندہ رہنا چاہتے ہوتو یاد رکھو ایسی زندگی قرآن کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتی"۔

قرآنِ حکیم وہ مقدس کتاب ہے کہ جو تمام شعبہ ہائے زندگی کے لئے کامل ہدایت کا منبع ہے۔ ویمن اعتکاف گاہ میں رمضان المبارک کی ستائیسویں شب محفلِ حُسن قرآت کا انعقاد کیا گیا۔خوبصورت اور دلآویز انداز میں قرآن مجید فرقان حمید کی تلاوت سے معتکفات کے قلوب و اذہان کو تسکین و فرحت سے نوازا گیا۔کلامِ رحمان سے جڑنا گویا رحمان سے جڑنا ہے اور شہرِ اعتکاف تعلق باللہ کی پختگی کے لئے ہی سجایاجاتاہے۔

رمضان المبارک کی ستائیسویں شب میں حضور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی بارگاہِ ایزدی میں خصوصی دعا کے دوران ویمن اعتکاف گاہ میں رقت آمیز مناظر دیکھنے کو ملے۔

شہرِ اعتکاف اپنے اندر ایک الگ دنیا سموئے ہوئے ہوتاہے اور اس کی تشکیل میں خواتین کی تمام تر ضروریات کو مدِنظر رکھتے ہوئے اقدامات اٹھائے جاتے ہیں۔خواتین کی آسانی کے لئے شہرِ اعتکاف کی حدود کے اندر تمام بنیادی ضروریاتِ زندگی دستیاب رہیں۔ منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیرِ انتظام ویمن اعتکاف گاہ میں معتکفات کی آسائش و سہولت کے پیشِ نظر فوڈ سٹالز موجود تھے۔ان فوڈ سٹالز پر کھانے کی متنوع چیزیں دستیاب تھیں۔معتکفات کے لئے حفظانِ صحت کے اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ان فوڈ سٹالز کا قیام کسی نعمت سے کم نہ تھا۔

پردہ اور حجاب منہاج القرآن ویمن لیگ کی شناخت اور منہاج القرآن سے وابستہ خواتین کا مخصوص پیرہن ہے۔حسب روایت منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیرِ انتظام ویمن اعتکاف گاہ 2024ء میں عبایا اور حجاب کے سٹالز بھی موجود تھے۔ان سٹالز پر

موجود دیدہ زیب اور خوبصورت عبایات اور حجاب معتکفات کی توجہ کا مرکز رہے۔ معتکفات کی سہولت کے پیشِ نظر یہ سٹالز قائم کئے گئے تاکہ شہرِ اعتکاف میں ایک باپردہ ماحول میں وہ اپنی من پسند چیزوں کی خریداری بھی کر سکیں۔

شہرِ اعتکاف علم و آگہی سے ذہنوں کی آسودگی اور سیرابی کر کے فکر و تحقیق کی نئی راہیں کھولتا ہے۔ ویمن اعتکاف گاہ میں قائم کردہ بکس سٹالز جویانِ علم کی علمی و فکری تسکین کا مرکز رہے۔ ان بکس سٹالز میں حضور شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی سینکڑوں معرکتہ الآرا تصانیف موجود تھیں۔

شیخ الاسلام کی کتب ہر عمر اور ہر طبقے کے افراد کے لئے یکساں مفید اور مؤثر ہیں۔ قرآن و حدیث کے علوم میں غوطہ زن ہو کر تالیف کی گئیں یہ کتب آئندہ صدیوں تک ہدایت و رہنمائی کا سرچشمہ بنیں گی۔ علومِ تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف، سائنس ، معیشت ، معاشرت ، قانون الغرض زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق رہنمائی ان کتب میں میسر ہے۔

شیخ الاسلام کے صاحبزادگان کی کتب بھی ان بکس سٹالز کا حصہ تھیں۔ معتکفات کے لئے یہ کتب راعتی قیمت پر دستیاب تھیں تاکہ زیادہ سے زیادہ افراد علوم و حکمت کے ان ذخائر سے فیض یاب ہو سکیں۔

شہرِ اعتکاف میں علم و حکمت اور تدبر و تفکر کے وہ در وا ہوتے ہیں کہ اس کے خزائن سے ہر ایک کو وافر حصّہ نصیب ہوتا ہے۔ رواں برس معتکفین و معتکفات کی بلند بختی ہے کہ حضور شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے صاحبزادگان کے خطابات تشنگانِ علم کی پیاس بجھانے کا نہایت خوبصورت ذریعہ تھے۔

ویمن اعتکاف گاہ 2024ء میں ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کے خطابات بعنوان " اصلاح احوال اور آداب زندگی"، پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کے خطابات بعنوان " تاریخ تصوف و تعلیماتِ صوفیاء" اور شیخ حماد مصطفیٰ المدنی القادری کے خطابات بعنوان " راہ محبت و شوق میں تعلق باللہ کے مختلف زاویے اور راستے" بذریعہ ویڈیو لنک سنوانے کا خصوصی انتظام موجود تھا۔

ان خطابات کے ذریعے متلاشیانِ حق کو تصوف و معرفت کی منازل طے کرنے کے لئے اپنے راستے متعین کرنے میں مدد ملتی رہی۔

امسال ویمن اعتکاف 2024 میں 36 مختلف کمیٹیز پر مشتمل اعتکاف انتظامیہ تشکیل دی گئی جس میں منہاج القرآن ویمن لیگ مرکزی ذمہ داران، سینئر ممبران، فیلڈ ذمہ داران اور منہاج کالج برائے خواتین کی سٹاف وطالبات سمیت کم وبیش 450 ممبران نے مختلف کمیٹیز میں خدمات سر انجام دیں۔ علاوہ ازیں میل کوآرڈینیشن میں 24 ممبران نے خدمات سر انجام دیں۔ جس میں سربراہ حاجی منظور مشہدی، نائب سربراہ محترمہ الیاس ڈوگر اور محترمہ حافظ محمد آفتاب احمد اور سیکرٹری حافظ غلام فرید صاحب شامل تھے۔

منہاج القرآن ویمن لیگ کی درج ذیل ذمہ داران نے ویمن اعتکاف 2024ء میں مستقل 10 روز مختلف ذمہ داریوں پر خدمات سرانجام دیں:

مرکزی کمیٹی:

محترمہ ڈاکٹر فرح ناز (نگران)

محترمہ سدرہ کرامت (سربراہ)

محترمہ انیلہ الیاس، محترمہ عائشہ مبشر، محترمہ لبنیٰ مشتاق (نائب سربراہان)

محترمہ اُم حبیبہ اسماعیل (سیکرٹری)

محترمہ ڈاکٹر شاہدہ مغل، محترمہ شازیہ بٹ، محترمہ حمیرا ناز، محترمہ شمیم خان، محترمہ ڈاکٹر جویریہ حسن (ممبران مرکزی کمیٹی)

مراکز علم ٹریننگ وتنظیمی ورکشاپس کمیٹی:

محترمہ اُم حبیبہ اسماعیل (سربراہ) اور دیگر ممبران

رجسٹریشن والاٹمنٹ کمیٹی:

محترمہ انیلہ الیاس (سربراہ)، محترمہ جویریہ رفیع (سیکرٹری)

انتظامی کمیٹی:

محترمہ عائشہ مبشر (سربراہ)، قیادت شیڈول کمیٹی، محترمہ لبنیٰ مشتاق (سربراہ)

DFA کمیٹی:

محترمہ صبا اسلم (سیکرٹری) اور دیگر ممبران

الیکٹرانک میڈیا و VIP گیسٹس کوآرڈینیشن کمیٹی:

محترمہ زینب ارشد (سربراہ)، محترمہ حلیمہ سعدیہ (سیکرٹری)

ریکارڈ کیپنگ:

سیما قراۃ العین (سربراہ)

میڈیکل کمیٹی:

محترمہ ثناء وحید (سربراہ)، ڈاکٹر ضحی رضوان (سیکرٹری)، محترمہ سامع اشرف (ڈپٹی سیکرٹری)، ڈاکٹر اسریٰ قادری، مس نعیمہ، شانزہ فاطمہ، کنیز فاطمہ، کومل، ارم شہزادی، ڈاکٹر شمیم عالم، ڈاکٹر اسریٰ اسلم، ڈاکٹر اریبہ، ڈاکٹر رابعہ لیاقت

سیکیورٹی کمیٹی:

فریدہ سجاد (سربراہ)، محترمہ طیبہ کوثر (نائب سربراہ)، محترمہ مصباح کبیر (سیکرٹری)، محترمہ حافظہ سرفراز (سیکرٹری)، محترمہ فرح امیر (سیکرٹری)، محترمہ ریحانہ رشید (سیکرٹری)

خدمت (نگرانی معمولات) کمیٹی + صوم وصلوۃ:

محترمہ صائمہ نور (سربراہ)، محترمہ صالحہ نور (سیکرٹری)

پنڈال ڈسپلن کمیٹی:

محترمہ بتول مشتاق (سربراہ)، محترمہ نصرت فاطمہ (سیکرٹری)

رابطہ وملاقات کمیٹی:

محترمہ فاطمہ کامران (سربراہ)، محترمہ انعم اسد (نائب سربراہ)، محترمہ ثمن امین (سیکرٹری)

Theme، ڈیکوریشن کمیٹی:

محترمہ رافعہ عروج (سربراہ) اور دیگر ممبران

میس کمیٹی:

محترمہ فاریہ منور (سربراہ)، سیدہ قراۃ العین (سیکرٹری)

صفائی کمیٹی:

محترمہ مریم اقبال (سربراہ)، محترمہ بشریٰ ظفر (سیکرٹری)

مرکزی کنٹرول وسٹالز روم کمیٹی:

محترمہ ارشاد اقبال (سربراہ)

سالانہ عالمی روحانی اجتماع کمیٹی:

محترمہ نورین علوی (سربراہ)، محترمہ فہنیقہ (سیکرٹری)، محترمہ نعیمہ باسط (سیکرٹری)

حلقہ جات کمیٹی:

محترمہ حافظہ سحر عنبرین (سربراہ)، محترمہ سعدیہ الماس (نائب سربراہ)، محترمہ عائشہ صدیقہ (سیکرٹری)

محفل ذکرونعت کمیٹیز:

محترمہ عائشہ شبیر (سربراہ)، محترمہ کلثوم طارق (سیکرٹری)

ساؤنڈ سسٹم واعلانات کمیٹی:

محترمہ حجاب فاطمہ (سربراہ)اور دیگر ممبران

سوشل میڈیا کمیٹی:

محترمہ جویریہ وحید (سربراہ)، محترمہ انشراح نوید (سیکرٹری)، محترمہ فرزانہ رزاق، محترمہ عطیہ (ڈپٹی سیکرٹریز)، محترمہ انزلہ ملک (کوآرڈینیٹر)، محترمہ مناحل حجاب، محترمہ طیبہ بتول (کورتج کوآرڈینیٹر)، محترمہ صبیحہ نور (کیمپ کوآرڈینیٹر)

ایم ایس ایم سسٹرز کمیٹی:

محترمہ آمنہ مغل (سربراہ)، محترمہ وردہ ناز (سیکرٹری)، محترمہ فاطمہ الزہرا (ڈپٹی سیکرٹری)

ایگرز اعتکاف کمیٹی:

محترمہ ام کلثوم قمر (سربراہ)، محترمہ عائشہ مشتاق (سیکرٹری)اور دیگر ممبران

تمام ذمہ داران نے اپنے ذمہ عائد ذمہ داریوں کو احسن طور پر نبھایا اور اس سالانہ شہر اعتکاف کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے منہاج القرآن ویمن لیگ کی جملہ عہدیداران کو خصوصی مبارکباد دی اور دعاؤں سے نوازا کہ آج کے دور میں خواتین کا اس طرح انفرادی اور اجتماعی سطح پر اصلاحِ احوال کے لیے کاوشیں کرنا آئندہ نسلوں کے ایمان کی حفاظت کے لیے از حد ضروری ہے۔

ویمن شہر اعتکاف 2024ء کی جملہ علمی، فکری اور روحانی سرگرمیاں www.minhaj.tv اور www.minhaj.org اور تحریک کے سوشل میڈیا پر موجود جملہ اکاؤنٹس سے براہ راست نشر کی گئیں۔

ویمن شہر اعتکاف 2024ء کی تصویری جھلکیاں

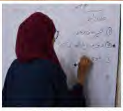

خدا کو کیوں مانیں؟
اور
صلاۃ

FREE MWF
MEDICAL CAMP
ITIKAF CITY 2024

FREE MWF
MEDICAL CAMP
ITIKAF CITY 2024

محفل حسن قرات
2024

ویمن اعتکاف کیمپ 2024

Exclusive Session with

ایگرز اعتکاف
Special Iftar

"راہِ محبت و عشق میں تعلق باللہ کے مختلف زاویے اور راستے"

شیخ حماد مصطفیٰ المدنی القادری کے شہرِ اعتکاف 2024ء کے خطابات کا خلاصہ

مرتب: ثناء وحید

شیخ حماد مصطفیٰ المدنی القادری کے شہرِ اِعتکاف 2024ء میں "راہِ محبت و شوق میں تعلق باللہ کے مختلف زاویے اور راستے" کے موضوع پر خطابات کا خلاصہ قارئین کے لیے پیش کیا جارہا ہے:

نشست اول

شیخ حماد مصطفیٰ المدنی القادری نے شہرِ اعتکاف میں شریک ہزاروں معتکفین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تصوف کا آغاز اور ابتداء راہِ شوق و محبت سے ہوتی ہے اور کاملین کا یہ طریقہ ہے کہ وہ نہ صرف خود راہِ شوق و محبت سے گزرتے ہیں، بلکہ اس راہِ عشق، محبت، جستجو، آرزو، تقویٰ و پرہیزگاری، قناعت، زہد و ورع سے اپنے پاس بیٹھنے والوں کو بھی گزارتے ہیں۔ اگر تصوف کی تعلیمات اور صوفیاء کی جملہ کُتب و رسائل کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کُتب کا آغاز راہِ محبت و شوق سے ہوتا ہے۔ یہ سفر کبھی بیابان اور بنجر زمین کا ہوتا ہے اور کبھی ویران صحراؤں کا ہوتا ہے۔ کبھی یہ سفر غیر آباد بستیوں اور قریوں کا ہوتا ہے۔ جوں جوں سالک اِس سفرِ عشق و محبت میں آگے بڑھتا جاتا ہے، یہ سفر بیابان اور بنجر زمین سے رفتہ رفتہ سر سبز و

شاداب باغات کی طرف چلا جاتا ہے۔اِس سفر کا نقطۂ کمال یار کی گلیوں میں پہنچ کر ہوتا ہے۔ہم نے اِسی راہِ محبت و شوق کا مسافر بننا ہے اور اِسی راہ پر گامزن رہنا ہے۔

انہوں نے کہا کہ ہمارا مقام، کیفیت اور حال یہ ہے کہ ہم آسودگی و سہولت کی زندگی بسر کررہے ہیں، جب کہ دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ ہم خدا کو تلاش کررہے ہیں۔ اولیاء و صوفیاء اور کاملین خدا کی تلاش کے لیے خلوت نشین ہوتے تھے اور جنگلوں و بیابانوں میں زندگیاں گزارتے تھے؛ لیکن آج کے دور میں اگر ہم نے اللہ رب العزت کو پانا ہے تو ہمیں اپنے دلوں کو خلوت گاہ بنانا ہوگا اور حضور سیدی شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ کی اِن 10 دنوں کی صحبت سے خوب فیض سمیٹنا ہوگا۔

انہوں نے کہا کہ اللہ کو 2 آنکھیں بہت پسند ہیں اور دوزخ کی آگ ان 2 آنکھوں کو مس نہیں کرسکتی ہے: ایک آنکھ جو خشیتِ اِلٰہی میں روتی ہے اور دوسری وہ آنکھ جو یادِ الٰہی میں راتوں کو جاگتی ہے۔اللہ رب العزت کے حضور جب بندہ اُس کی خشیت، مشیئت، عشق، محبت اور معرفت میں خود کو جلا دیتا ہے اور فنا کر دیتے ہیں، تو پھر اللہ رب العزت فرشتوں سے فرماتا کہ گواہ ہوجاؤ میں نے اُسے بخش دیا ہے۔اللہ رب العزت اُنہی لوگوں کو اپنے طرف آنے والے راستے کی ہدایت عطا فرماتا ہے جو لوگ اُس کی طرف جانے کے لیے مجاہدہ و ریاضت اور محنت و مشقت کرتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ اللہ رب العزت کا قرب و معیت اور وصال حاصل کرنے کا ایک راستہ نہیں بلکہ متعدد راستے ہیں اور یہی سلوک و تصوف کے متعدد طُرق ہیں۔ کسی جماعت، گروہ یا قوم کو جو بھی نعمت عطا ہونا ہوتی ہے وہ نعمت اس قوم کے راہ نُما، لیڈر اور راہ بَر کی وساطت سے ملنا ہوتی ہے۔تحریک کے جملہ رفقاء و وابستگان اور ذمہ داران و کارکنان کے لیے ضروری پیغام ہے کہ حضور شیخ الاسلام کی صحبت و سنگت اور مجلس میں ہمہ وقت بیٹھے رہیں تاکہ اللہ رب العزت نے ہمیں جو ایک واسطہ و وسیلہ عطا کیا ہے ہم اس سے جڑے رہیں اور رب کے اس چشمۂ ہدایت سے اپنے لیے ہدایت کا ساماں کرتے رہیں۔

انہوں نے کہا کہ ہم شہرِ اِعتکاف میں حضور قدوۃ الاولیاء سیدنا طاہر علاؤ الدین اور حضور شیخ الاسلام کی بارگاہ میں خود نہیں آئے بلکہ کسی نے ہمیں بلایا ہے۔یاد رکھیں! خدا کی بارگاہ سے وارفتگی، قرب اور وصال تب تک نہیں ملتا جب تک خدا یہ توفیق

عطا نہ کر دے۔ حضور قدوۃ الاولیاء سیدنا طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی کی نسبت اور سنگت میں ہم شہرِ اعتکاف کی اس بستی میں اللہ رب العزت کے ذکر، یاد، تلاش، آرزو، جستجو میں گم ہوئے۔

نشست دوم

خصوصی تربیتی نشست سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جو لوگ عشق و محبت کی راہ کے مسافر ہوتے ہیں اُنہیں مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا پڑتا ہے۔بد قسمتی یہ ہے کہ ہم یہ اَحوال و کیفیات اور مقامات بھی چاہتے ہیں مگر ان کو حاصل کرنے کے لیے درکار قربانیاں دینے کو تیار نہیں ہیں۔ تحریک منہاج القرآن اور حضور شیخ الاسلام کا پیغام یہ ہے کہ زندگی فقط اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا جُوئی اور خوش نُودی کے لیے بسر کریں۔ حضور شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت کی اپنے بندوں کے ساتھ محبت مقدم ہے اور بندوں کی خدا کے ساتھ محبت مؤخر ہے۔خدا اپنے بندے کے دل میں جھانک کے دیکھتا ہے کہ کیا اس کے دل میں طہارت اور پاکیزگی ہے، کیا اس میں میرے سوا کوئی اور تمنا، جستجو اور خواہش ہے، جب تک دل سے تمام تر خواہشات محو نہ ہو جائیں تب تک اللہ رب العزت کا اُس دل میں جلوہ نہیں ہوتا۔

انہوں نے کہا کہ سچے عشاق اور محبین دنیا، اہل دنیا اور اُن کی طلب سے بے نیاز ہوتے ہیں۔جب عشق کا عالم، دعویٰ محبت سچا اور اس کی کیفیات خالص ہوجاتی ہیں تو پھر انسان کو انجام سے غرض نہیں ہوتی۔ پھر یہ حال ہو جاتا ہے کہ: تو نوازے نہ نوازے تری مرضی ہے دوست! ہم تو سجدے تیری چوکھٹ پہ کیے جاتے ہیں۔ اللہ رب العزت کے ساتھ ہمارا تعلق اتنا کمزور اور نحیف ہے کہ کوئی نعمت مل جائے تو خوش ہوجاتے ہیں اور اگر کوئی نعمت چھن جائے تو ناراض ہوجاتے ہیں۔جب کہ اللہ والوں کا ذاتِ باری تعالیٰ سے تعلق کسی غرض اور عطا کا محتاج نہیں ہوتا۔اُن کے تعلق کی بنیاد فقط رضائے الٰہی ہے۔ ہمیں بھی اِسی حال اور کیفیت کو اپنے قلوب میں پیدا کرنا ہے۔اہل اللہ اس کیفیت اور حال میں اُس کا ذکر کرتے ہیں کہ گویا وہ اُس کو دیکھ رہے ہیں، ہم نے اپنی زندگیوں میں اس حال کو پیدا کرنا ہے کہ اللہ کو یوں یاد کیا

جائے کہ گویا ہم اللہ کا دیدار کررہے ہیں اور اگر دیکھنے کی استعداد نہ ہو تو یہ حقیقت پیشِ نظر رہے کہ وہ تو دیکھ رہا ہے۔

انہوں نے کہا کہ امام ابو سعد نیشاپوری تہذیب الاسرار میں بیان کرتے ہیں کہ شہزادۂ مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکرم سیدنا امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا: کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ سیدنا امام جعفر الصادق فرماتے ہیں: میں ایسا شخص ہی نہیں ہوں کہ اُس رب کی عبادت کروں، جو مجھے نظر ہی نہ آئے۔

تیسری نشست

اس نشست سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ آج کا ہمارا موضوع التوبہ ہے اور اسی واپسی کے سفر کو توبہ کہتے ہیں۔ رجوع کے عمل کو توبہ کہتے ہیں۔ امام القشیری اس مضمون کی توثیق فرماتے ہیں اور اپنی مشہور زمانہ تصنیف الرسالۃ القشیریہ میں بیان فرماتے ہیں کہ توبہ اہلِ عرب کے ہاں رجوع کو کہتے ہیں۔ انسان توبہ بھی کرے، اللہ کی طرف رجوع بھی کرے، مگر توبہ اور رجوع کے ساتھ ساتھ اپنی اصلاح بھی کرے، جو اپنی اصلاح نہیں کرتا وہ توبہ کے سفر کا حق ادا نہیں کرتا۔ جیسا کہ عموماً ہم جب اپنی قیام گاہ سے سفر کر کے کہیں جاتے ہیں تو پھر لوٹ کر وہیں اپنے مستقل مقام پر واپس آجاتے ہیں۔ آج کا ہمارا موضوع التوبہ ہے اور اسی واپسی کے سفر کو توبہ کہتے ہیں۔ توبہ کا آغاز عاجزی و انکساری، تواضع اور عجز و نیاز سے ہوتا ہے۔ رب کے حضور زبان سے معافی مانگنا اور معذرت خواہ ہونا استغفار کہلاتا ہے۔ عربی محاورہ ہے: كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَى أَصْلِهِ۔ ہر شے اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ جیسا کہ عموماً ہم جب اپنی قیام گاہ سے سفر کر کے کہیں جاتے ہیں تو پھر لوٹ کر وہیں اپنے مستقل مقام پر واپس آجاتے ہیں۔ استغفار ایک عارضی امر ہے، جب کہ توبہ ایک دائمی امر ہے، توبہ ایک مسلسل سفر ہے جو عام انسان، مومن، محسن، صالحین، عارفین، اولیاء کاملین اور انبیاء و رسلِ عظام بھی طے کرتے ہیں۔ توبہ کا مرکز و محور دل ہے۔ دل بعض اوقات غفلت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ غفلت ایک ایسا مقام ہے جہاں انسان خدا کی نافرمانی میں اور ہوتا اور اس بات سے بے خبر ہوتا ہے کہ وہ خدا کی نافرمانی کررہا ہے۔

انہوں نے کہا کہ پیغام یہ ہے کہ اپنی اصلاح کریں، اپنے احوال، اخلاق، کردار اور آداب کو درست کریں، اللہ رب العزت ایسے لوگوں سے محبت فرماتا ہے جو اپنے ظاہر اور باطن کو پاک و صاف رکھتے ہیں۔ حضور شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ ارشاد فرماتے ہیں: توبہ کے پانچ ارکان ہیں۔ توبہ کا پہلا رکن ''الاستغفار باللسان'' ہے یعنی انسان کا اپنے گناہ اور معصیت کا اعتراف زبان سے کرتے ہوئے اپنی زبان سے اِستغفار کرنا۔ دوسرا رکن ہے: ''الندم علی ما عمل من العصیان''۔ جو امر غلفت کی وجہ سے صادر ہوگیا، اس لغزش پر انسان اپنے دل میں ندامت محسوس کرے۔ توبہ کا تیسرا رکن ''اِلاقلاع عن الذنبِ بالأبدان'' ہے۔ یعنی جو انسانی اعضا گناہ میں ملوث ہیں انہیں پاک اور صاف کرلینا۔ توبہ کا چوتھا رکن ''عزم ترک العود بالجنان'' ہے، یعنی جب زبان سے توبہ کی، دل سے شرمندگی محسوس کی اور جسمانی اعضا کو ان گناہوں سے پاک اور صاف کرلیا تو پھر دوبارہ اُس گناہ کی طرف نہ پلٹنے کا عزمِ مصمم کرے۔ توبہ کا پانچوں رکن ''المھاجرۃ عن سیئ الخلّان'' ہے، یعنی جو صحبتیں اور سنگتیں آپ کو گناہ کرنے پر مجبور کرتی ہیں، ان صحبتوں اور سنگتوں سے ہجرت کرتے ہوئے دوری اِختیار کر لینا۔

انہوں نے کہا کہ اس شہرِ اعتکاف میں ہم اللہ رب العزت کی چوکھٹ اور دہلیز پر اُسی کی خاطر، اُسی کے ذکر، اُسی کے دیدار کی تمنا، آرزو اور جستجو کی خاطر جمع ہوئے ہیں۔ اللہ رب العزت ہمارا یہاں اس مقدس بارگاہ میں آنا، جمع ہونا اور کچھ دن قیام کرنا اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ شہرِ اعتکاف میں آنے، یہاں جمع ہونے اور کچھ دن قیام کرنے کو سلوک اور تصوف کی راہ میں سفر کہتے ہیں، سفر ایک ایسا معاملہ ہے جس میں آیا بھی جاتا ہے اور جایا بھی جاتا ہے، جو شخص سفر کرکے کسی منزل کی طرف رواں دواں ہوتا ہے تو وہ شخص جاتا بھی ہے اور اُسی نے پلٹ کر بھی آنا ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ جس بارگاہ اور جس سنگت و صحبت میں حاضر ہوئے ہیں اُس صحبت سے کچھ فیض سمیٹ سکیں۔ دلوں پر موجود زنگ اور میل کچیل اُتر جائے اور وہ ہمیں اِس قابل بنا دے کہ ہم اِس سفرِ توبہ پر گامزن ہو جائیں۔

پہلی نشست

دوسری نشست

تیسری نشست

قائداعظم کا تصورِ جمہوریت

ڈاکٹر انیلہ مبشر

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ پاکستان کو جدید اسلامی جمہوری فلاحی ریاست بنانے کے خواہاں تھے۔ جس میں اقتدار کا سرچشمہ عوام ہوں۔ تمام امور مملکت جمہور کی رائے اور ان کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعے طے پائیں قومی آزادی اور ملکی سلامتی کے لیے افواج پاکستان کی قوت پر بھروسہ کیا جائے۔ وسائل دولت کی منصفانہ تقسیم ہو۔ ہر شہری کو بلالحاظ مذہب و ملت بنیادی انسانی حقوق حاصل ہوں۔ عوام کو اپنے حکمران منتخب یا معزول کرنے کا اختیار ہو۔آپ کے ذہن میں پاکستان کے لیے ایک ایسا منصفانہ، جمہوری، معاشی و سماجی نظام کا تصور موجود تھا جو اس نوزائیدہ مملکت خداداد کی یکجہتی اور قومی سلامتی کو یقینی بنا سکے۔

قائد ملک و ملت کے سیاسی نظریات کا بغور جائزہ لیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے سیاسی تصورات کی بنیاد جمہوریت، جمہوری رویوں اور خالص اسلامی جمہوری نظریات پر قائم تھی۔آپ مغرب کی سیکولر طرز کی جمہوریت کے حامی نہ تھے بلکہ ریاست پاکستان میں ایک ایسا جمہوری نظام قائم کرنا چاہتے تھے جو اسلامی بنیادوں پر استوار ہو۔

23 مارچ 1940ء کو قرارداد پاکستان کے منظور ہونے کے بعد جیسے ہی آل انڈیا مسلم لیگ کی تحریک آزادی کے نتیجہ میں ایک نئی مسلم ریاست کے خدوخال ابھرنے لگے تو سیاسی اور صحافتی حلقوں میں یہ قیاس آرائی کی جانے لگی کہ نئے خطہ ارض کے حصول کے بعد یہاں نظم حکومت کی نوعیت کیا ہوگی۔ ایسی ہی ایک محفل میں ایک صحافی نے قائداعظم محمد علی جناح سے استفسار کیا کہ کیا پاکستان سیکولر ریاست ہوگی یا تھیوکریٹک آپ نے ان دونوں نظریات کی نفی میں دلائل پیش کیے کہ نوزائیدہ مملکت نہ سیکولر ریاست ہوگی اور نہ یہاں تھیوکریسی کے لیے کوئی جگہ ہوگی۔ اس سے پہلے 1938ء میں آپ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے طلبہ کو عندیہ دے چکے تھے کہ پاکستان میں نوجوان نسل کو نہ صرف مغربی حکمرانوں سے نجات حاصل ہوگی بلکہ رجعت پسند عناصر سے بھی آزادی حاصل ہوگی۔

آپ نے زور دے کر اعلان کیا کہ ایسے موقع پرست اور تنگ نظر مذہبی طبقات جو عہدوں کے لالچ میں کانگرس اور برطانوی حکمرانوں کے حاشیہ بردار بنے ہوئے ہیں۔ ایسے عناصر کی ریاست پاکستان میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔آپ نے مختلف مواقع پر یہ بھی وضاحت فرمائی کہ پاکستان ایک سیکولر ریاست نہ ہوگا۔آپ نے سیکولر جمہوریت کے تصور کو پوری قوت اور دلیل محکم کی طاقت سے مسترد کر دیا اور اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ بیسیوں صدی میں ایسی جدید اسلامی ریاست کی تشکیل چاہتے ہیں جو اس جدید دور میں مدنی سیاست و معاشرت کے نمونہ کی پیروی کرے۔

آپ ایک جمہوریت پسند رہنما تھے۔ جمہوریت میں اسلامی جمہوری اصولوں اور روایات کے زبردست علمبردار تھے۔ 28 مارچ 1948ء کو ایک خطاب میں آپ نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ پاکستان فاروق اعظم حضرت عمرؓ کے سنہری دور کی عملی تصویر بنے۔ مارچ 1943ء میں مولوی محمد منورالدین سے ایک ملاقات میں نظام حکومت پر بحث کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ملک کو قرآن و سنت کے اسلامی ضابطوں کے مطابق چلایا جائے گا۔ پیر مانکی شریف نے آپ سے وضاحت چاہی کہ پاکستان میں کون سا نظام رائج ہوگا تو آپ کا یہی جواب تھا کہ

پاکستان میں اسلام کے سوا کوئی دوسرا نظام نافذ نہ ہوگا۔

آپ کے نزدیک اسلام نے تیرہ سو سال قبل ہی انسانیت کو جمہوریت سکھا دی تھی۔ آپ اسلامی اصولوں کے مطابق جمہوریت، رواداری اور مساوات کا ثمر تمام مذاہب اور طبقات کے لیے یکساں چاہتے تھے۔ آپ نے 25 جنوری 1948ء کو کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خراج عقیدت پیش کیا اور ان کی جمہوری روایات کو بطور مثال پیش کرتے ہوئے فرمایا۔

آج سے تیرہ سو سال قبل ہی حضور ﷺ نے جمہوریت کی بنیاد رکھ دی تھی۔ رسول اکرم ﷺ، عظیم مصلح، عظیم رہنما اور قانون دان تھے۔ آپ عظیم سیاست دان و حکمران تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جب ہم اسلام کی بات کرتے ہیں تو بہت سے لوگ اسے پسند نہیں کرتے جب کہ اسلام سب کے لیے انصاف، رواداری، شرافت، دیانت اور عزت کے اعلیٰ اصولوں پر مبنی معاشرہ چاہتا ہے۔ توحید ربانی اور مساوات انسانی اسلام کے بنیادی اصول ہیں۔

آپ اسلامی جمہوریت کے اصولوں پر پختہ ایمان رکھتے تھے اور انہی اصولوں میں پاکستان کا مستقبل محفوظ اور تابناک خیال کرتے تھے۔ سبی دربار بلوچستان میں 14 فروری 1948ء کو اپنی تقریر میں اس کی وضاحت ان الفاظ میں فرمائی۔ میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات کا واحد ذریعہ ان سنہری اصولوں والے ضابطہ حیات پر عمل کرنا ہے جو عظیم پیغمبر اسلام نے ہمارے لیے چھوڑا ہے۔ ہمیں اپنی جمہوریت کی بنیادیں سچے اسلامی اصولوں اور تصورات پر رکھنی چاہیے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ مملکت کے امور وسائل کے بارے میں فیصلے باہمی افہام و تفہیم اور مشوروں سے کیا کرو۔

14 دسمبر 1946ء کو انھوں نے لندن کے کنگزوے ہال میں جمہوریت کی تعریف ان الفاظ میں کی کہ جمہوریت مسلمانوں کے خون میں ہے۔ مسلمان کامل انسانی مساوات پر یقین رکھتے ہیں۔ میں آپ کے سامنے ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ میں جب بھی مسجد جاتا ہوں تو میرا شوفر (کار ڈرائیور) میرے شانہ بشانہ کھڑا ہوتا ہے۔ مسلمان اخوت، مساوات اور آزادی پر یقین رکھتے ہیں۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ کی جمہوریت پسندی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے پاکستان سے وابستہ غیر مسلم طبقات کو نئی مملکت کا قابل احترام شہری اور آئینی و قانونی طور پر پاکستانی قوم کا حصہ قرار دیا۔ 11 اگست 1947ء میں دستور ساز اسمبلی کے خطبہ صدارت میں مملکت اسلامیہ میں اقلیتوں کو مساوات، جمہوریت اور ذاتی عقیدے کی آزادی کا عندیہ دیا۔ آپ کا نظریہ تھا کہ اسلام ایسے غیر مسلموں کے ساتھ جو مسلمانوں کے زیر سایہ ہوں انصاف، مساوات، حسن سلوک برداشت بلکہ فراخدلانہ سخاوت کا حکم دیتا ہے۔ وہ ہمارے بھائیوں جیسے ہیں اور مسلمان مملکت میں برابر کے شہری قرار پاتے ہیں۔ (مسلم یونیورسٹی علی گڑھ 1941ء)

چنانچہ آپ اپنے فرمودات میں اسلامی جمہوریت کی ترویج کرتے نظر آتے ہیں۔ آپ کے نزدیک اسلامی جمہوریت انصاف، رواداری اور مساوات کے بلند ترین معیار پر قائم کی گئی ہے اور یہ ہر شہری کے لیے خوشحالی اور امن کا پیام لاتی ہے۔

سید نور کے مطابق قائداعظم کا ہمیشہ اصرار تھا کہ پاکستان ایک جمہوری ملک ہوگا اور پاکستان کے جمہور میں اس مملکت کا ہر شہری بلالحاظ مذہب و ملت یکساں حیثیت سے شامل ہوگا۔ ڈاکٹر جاوید اقبال کے نزدیک جمہوریت ان کے لیے عقیدے کی حیثیت رکھتی تھی۔ اگرچہ انھوں نے یہ ظاہر نہیں کیا تھا کہ وہ پارلیمانی نظام جمہوریت کا زیادہ پسند کرتے ہیں یا صدارتی مگر انہیں اس امر کا یقین کامل تھا کہ حکومت عوام کے براہ راست انتخاب کردہ نمائندوں کو بنانی چاہیے۔

پاکستان میں جمہوریت کی نوعیت اور خدوخال کی وضاحت دستور پاکستان میں ہی ممکن تھی کیونکہ کسی بھی ملک کا دستور نظم مملکت چلانے کے لیے بنیادی اصول فراہم کرتا ہے۔ قائداعظم کی زندگی میں پاکستان کا آئین نہ بن سکا لیکن آپ کو یقین تھا کہ یہ اسلامی جمہوری نوعیت کا ہوگا اور اسے پاکستان کی دستور ساز اسمبلی بنائے گی۔ فروری 1948ء میں اپنی ایک تقریر میں آپ نے فرمایا پاکستان کا دستور ابھی بننا ہے اور یہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی بنائے گی۔ مجھے نہیں معلوم کہ اس دستور کی شکل و ہیئت کیا ہوگی لیکن اتنا یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ جمہوری نوعیت کا ہوگا اور اسلام کے بنیادی اصولوں پر مشتمل ہوگا۔ ان اصولوں کا اطلاق آج کی عملی زندگی میں بھی اسی طرح ہو سکتا ہے جس طرح تیرہ سو سال پہلے ہوا تھا۔ اسلام اور اس کے نظریات سے ہم نے جمہوریت کا سبق سیکھا ہے۔ اسلام نے ہمیں انسانی مساوات، انصاف اور ہر ایک سے رواداری کا درس دیا ہے۔ ہم ان عظیم الشان روایات کے وارث اور امین ہیں اور پاکستان کے آئندہ دستور کے معماروں کی حیثیت سے ہم اپنی ذمہ داریوں اور فرائض سے بخوبی آگاہ ہیں۔

اس اقتباس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قائداعظم کے ذہن میں ایک ایسے دستور کا تصور تھا جو اسلامی اور جمہوری بنیادوں پر استوار ہو۔ ان کے خیال میں اسلامی اصول اور ضابطے آج کے دور میں بھی اسی طرح قابل عمل ہیں جیسے اسلام کے ابتدائی دنوں میں قابل عمل تھے۔

جمہوریت سے متعلق بانی پاکستان کے افکار و نظریات بالکل درست سمت میں تھے۔ آپ اسلامی جمہوریت کے علمبردار تھے مگر قیام پاکستان کے تیرہ ماہ بعد ہی آپ کی ناگہانی رحلت کے بعد آئین اور قانون کی حاکمیت کو پس پشت ڈال دیا گیا اور ملکی حمیت و اتحاد کا شیرازہ بکھرنے لگا۔ پاکستان کی خالق جماعت مسلم لیگ قائداعظم اور قائد ملت کے بعد ان کی اصولی سیاست کی روشنی میں پاکستان کی ترقی و استحکام کی منزل حاصل نہ کر سکی۔ جس کا نتیجہ پارلیمانی جمہوریت کی ناکامی کی صورت میں ظاہر ہوا۔ 1947ء سے 1958ء کے مختصر عرصے میں مساوات وزرائے اعظم آئے جس میں آئی آئی چندریگر کی مدتِ وزارت صرف 2 ماہ تھی۔ پاکستان کو اسلامی جمہوریہ بنانے

والا آئین ہی 9 سال بعد 1956ء میں نافذ العمل ہو سکا۔ دستور کی اسلامی دفعات جن کی حیثیت محض رہنما اصولوں کی تھی اکابرین سیاست کی طرف سے انہیں شدید تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ حالانکہ یہ خطہ ارض اسلام کے نام پر ہی حاصل کیا گیا تھا۔ ملک کو جمہوریت کی راہ سے ہٹانے کے لیے ملک کی اشرافیہ، بیوروکریسی، وڈیرہ شاہی، مفاد پرست اور بے اصول سیاستدانوں نے اپنا اپنا کردار ادا کیا۔ جمہوریت کے نام پر راتوں رات نئی سیاسی جماعتیں تشکیل پانے لگیں۔

اس کی بہترین مثال ری پبلکن پارٹی کی تشکیل ہے۔ اسی طرح سیاسی لیڈر بھی راتوں رات اپنی سیاسی وابستگی تبدیل کر لیتے۔ کامیاب سیاست دان اسے گردانا جاتا جو ہر دور اور ہر وزارت کی کابینہ کا رکن ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ ملک میں لاتعداد سیاسی جماعتیں تشکیل پا گئیں جن کا مقصد علاقائی، صوبائی، لسانی اور فرقہ وارانہ سیاست کو چمکانا تھا۔ یہاں تک کہ ان سیاسی جماعتوں کی اندرونی سیاست کسی بھی آئین یا قانون سے بالاتر تصور ہونے لگی۔ 46-1945 کے انتخابات میں مولانا شبیر احمد عثمانی نے پارٹی ٹکٹوں کے لیے قائداعظم سے سفارش کی درخواست کی مگر قائداعظم نے کہا کہ مسلم لیگ ایک جمہوری جماعت ہے۔ وہ ٹکٹ کے حصول کے لیے مرکزی پارلیمانی بورڈ سے اپیل کریں۔

آپ نے پارٹی کا صدر ہونے کے باوجود پارٹی کی فیصلہ سازی میں مداخلت سے انکار کر دیا۔ مگر آج کے دور کی سیاسی جماعتیں اپنے ہی بنائے گئے دستور و منشور کی پابندی سے گریزاں اور نظم و ضبط سے عاری نظر آتی ہیں یہاں تک کہ پارٹی ٹکٹ مرکزی قیادت کے ذریعے کروڑوں میں فروخت ہوتے ہیں۔ الیکشن ایک کاروبار بن گیا ہے۔ جمہوریت کے نام پر مفاد پرستی اور بے اصولی کا ایک ایسا دور دورہ ہے جو وقت کے ساتھ بتدریج کم ہونے کے بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔

وطن عزیز نے 1958ء سے لے کر 2007ء تک آمریت کے چار ادوار کا سامنا کیا جن میں جمہوریت کی گاڑی کو بار بار پٹڑی سے اترنا پڑا چنانچہ جمہوریت مضبوط ہونے کی بجائے کمزور سے کمزور تر ہوتی چلی گئی۔

نسلی، لسانی، علاقائی اور فرقہ وارانہ تعصبات نے ملکی اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا اور مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا عظیم سانحہ رونما ہوا۔ ایسے میں نہ تو مضبوط قومی ادارے تشکیل پا سکے اور نہ مضبوط قومی جمہوری جماعتوں کی ساخت پرداخت ممکن ہو سکی جس کے باعث جمہوریت کے ثمرات عام آدمی تک منتقل نہ ہو سکے بلکہ ہر سال لاکھوں پاکستانی خطِ غربت سے نیچے جانے پر مجبور ہوئے۔ پاکستان ایک اسلامی نظریاتی ریاست ہے مگر قائد کے ویژن کے مطابق نہ تو یہ جدید اسلامی جمہوری فلاحی ریاست بن سکی اور نہ یہاں آج سے تیرہ سو سال پہلے والی اسلامی جمہوریت کے نظام کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکا۔

گرمی کے اثرات سے کیسے بچیں؟

خدیجہ بتول

شدید گرمی میں صحت کو درپیش خطرات

شدید گرمی کے دوران بلڈ پریشر میں کمی، ہاتھ پیروں میں سوجن ، پیشاب میں جلن ، زیادہ پسینے کے اخراج سے جسم میں پانی اور نمکیات کی کمی یا پھر لو لگنے جیسے خطرات بڑھ جاتے ہیں۔

لو لگنے کی علامات

ماہرین کے مطابق لو لگنے کی علامات میں متلی، چکر آنا، سر درد ، شدید پسینہ، الجھن ، بے چینی اور تھکاوٹ شامل ہیں۔

سخت گرمی اور احتیاطی تدابیر

گرمی کی لہر میں شدت کے دوران آپ نے خود اور اپنے پیاروں کو کیسے محفوظ بنانا ہے اس حوالے سے متعلقہ ماہرین کی ہدایات کے مطابق قارئین کے لیے معلومات شائع کی جارہی ہیں۔آیئے جانتے ہیں:

گرمی میں پانی کا استعمال بڑھادیں ،صاف پانی کا استعمال اوآر ایس کے ساتھ کریں۔

تیز دھوپ سے بچیں اور سر کو ڈھانپ کر رکھیں۔

گرمی میں ہلکے، ڈھیلے اور نرم کپڑے پہنیں۔

گرمی میں اگر کوئی بیہوش ہوجائے تو سر پر ٹھنڈا پانی ڈالیں، متاثرہ شخص کو سایہ دار جگہ پر لے جائیں زیادہ طبیعت بگڑنے کی صورت میں قریبی اسپتال سے رابطہ کریں۔

دن کے گرم اوقات میں گھر کی کھڑکیوں کو بند رکھیں، پردوں کو بھی بند رکھیں۔

یاد رکھیں تمام افراد بالخصوص بچوں اور بزرگوں کو گرمی میں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

غیر ضروری سفر سے اجتناب کریں ، گھر میں رہیں حتیٰ کہ ورزش بھی کم کردیں۔

جسم کا درجہ حرارت کم کرنے کیلئے ٹھنڈے پانی سے نہائیں اور برف اور پنکھوں کا استعمال کریں۔

باہر نکلتے وقت چھتری یا ٹوپی کا استعمال کریں۔

مویشیوں اور پالتو جانوروں کی ضروریات کا خاص خیال رکھیں۔

سفر سے قبل گاڑیوں کے انجن میں پانی اور ٹائروں میں پریشر چیک کریں۔

تمام افراد بالخصوص بچوں اور بزرگوں کو گرمی میں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

گرم موسم میں کن دواؤں کا استعمال نہیں کرنا چاہیے؟

برطانوی خبر رساں ادارے کی ایک رپورٹ کے مطابق، دل کے عارضے میں مبتلا افراد واٹر پلز استعمال کرتے ہیں یہ دوائیں جسم میں تیزی سے پانی کے اخراج کا سبب بنتی ہیں لیکن گرمی کی شدت میں اضافے کے دوران ان دواؤں کا استعمال جسم کیلئے نقصان دہ ہوسکتا ہے۔

اسی طرح اینٹی ہائپر ٹینسو بلڈ پریشر میں کمی کا باعث بننے والی ادویات، مرگی اور پارکنسنز کیلئے استعمال ہونے والی ادویات بھی نقصان دہ ہیں۔

وہ غذائیں جو گرمی کے موسم میں ٹھنڈ پہنچائیں

آیئے آپ کو کچھ ایسی غذائیں بتاتے ہیں جن کے استعمال سے آپ کو بہت گرمی لگے گی۔

تربوز

اس پھل میں قدرتی طور پر 90فیصد پانی پایا جاتا ہے اور اس کے استعمال سے ہمارا جسم پانی کی کمی کا شکار نہیں ہوتا اور ساتھ ہی ہمیں گرمی کا احساس بھی کم ہوتا ہے۔

کھیرے

اس قدرتی سبزی میں بھی پانی کی وافر مقدار موجود ہوتی ہے۔گرمیوں کے موسم میں ان کا استعمال بڑھا دینا چاہیے۔آپ کو چاہیے کہ انہیں دہی یا لیموں کے ساتھ کھائیں۔

لیموں

گرمی میں لیموں کی سکنجبین سب سے اہم چیز ہے اور آپ کو چاہیے کہ اپنی پیاس بجھانے کے لئے اس مشروب کا استعمال کریں۔

پودینہ

جب بھی سلاد بنائیں پودینے کا استعمال کریں کہ اس طرح نہ صرف آپ کا کھانا خوشبودار ہوگا بلکہ یہ معدے کو بھی ٹھنڈا رکھتے ہوئے جسم کو پرسکون رکھے گا۔

پیاز

دوپہر کو سلاد میں کھیرے اور پیاز کا استعمال کریں۔پیاز میں یہ خاصیت موجود ہے کہ اسے بطور سلاد کھانے سے جسم کو نمکیات کی مطلوبہ مقدار میسر رہتی ہے۔

لسی

دہی یا دودھ سے بنی لسی گرمی میں سب سے بہترین مشروب سمجھا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کئی کمپنیوں نے گرمیوں میں لسی متعارف کروادی ہے۔میٹھی یا نمکین لسی دونوں ہی جسم کو پرسکون رکھتی ہیں لیکن یاد رہے کہ رات کے وقت میٹھی لسی سے اجتناب کرنا چاہیے۔

کدو

دہی اور کدو کا رائیتہ اکثر لوگوں کی مرغوب غذا ہے اور گرمیوں میں وہ خاص طور پر اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔آپ کو بھی چاہیے کہ اس گرمیوں میں یہ کھا کر دیکھیں۔

گرمی کی شدت سے لڑنے میں مددگار آسان طریقے

گرمی کی شدت میں ہر گزرتے دن کے ساتھ اضافہ ہورہا ہے جبکہ اس کے ساتھ ساتھ بجلی کی لوڈشیڈنگ بھی بڑھ رہی ہے۔

اس صورتحال میں ہمارے جسم کے لیے اپنا درجہ حرارت 98.8 فارن ہائیٹ رکھنا مشکل ہوجاتا ہے ، ویسے عموماً بالغ افراد کا درجہ حرارت 97.8 سے 99 فارن ہائیٹ تک رہتا ہے۔

ہمارا اعصابی نظام اور دماغ کا ایک مخصوص حصہ ہائپوتھالاموس اس وقت جسمانی درجہ حرارت کو کنٹرول میں رکھتے ہیں جب اس میں کسی وجہ جیسے شدید گرمی، مخصوص غذاؤں کے استعمال یا دیگر وجوہات کے باعث اضافہ ہوتا ہے۔

مگر یہ عمل سست روی سے ہوتا ہے اور کئی بار اس وجہ سے جسمانی درجہ حرارت اتنا بڑھ جاتا ہے کہ انسان ہیٹ اسٹروک کا شکار ہوجاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ شدید گرمی میں پانی کو زیادہ پینے کا مشورہ بھی دیا جاتا ہے مگر ایسے متعدد طریقے ہیں جس سے آپ جسم کو گرمی کے اثر سے بچا سکتے ہیں۔

ایسے ہی آسان اور مؤثر طریقے جانیں۔

پیروں کو ٹھنڈا کریں

ایک بالٹی میں ٹھنڈا پانی اور برف یا آئس کیوب کوڈالیں، پھر اپنے پیر اس میں کچھ وقت کے لیے ڈبو دیں ، اگر ٹھنڈک کے اثر کو بڑھانا چاہتے ہیں تو پودینے کے خالص تیل کے چند قطرے بھی پانی میں شامل کردیں۔

ناریل پانی

ناریل کا پانی پینا بھی جسم کو تازہ دم کرنے کا بہترین طریقہ ہے، اس میں موجود وٹامنز، منرلز اور الیکٹرولیٹس ری ہائیڈریشن کا مؤثر ذریعہ ثابت ہوتے ہیں جبکہ جسمانی توانائی بھی بڑھتی ہے۔

پودینا

پودینے میں موجود مینتھول ٹھنڈک پہنچانے کا کام کرتا ہے ، پودینے کی گرم یا برف والی چائے دن بھر میں کئی بار پینا گرمی کا اثر کم کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔

اگرچہ گرم چائے پینے کے خیال سے محسوس ہوتا ہے کہ گرمی کا احساس بڑھے گا مگر گرم مشروبات سے زیادہ پسینہ آتا ہے جس سے جسم کو ٹھنڈا رکھنا آسان ہوتا ہے۔

زیادہ پانی والی غذاؤں کا استعمال

ایسے غذاؤں کی کمی نہیں جن میں پانی کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے جیسے خربوزے، تربوز اور کھیرے جو اس موسم میں آسانی سے دستیاب ہوتے ہیں۔اسی طرح دہی کا استعمال بھی جسم کو ٹھنڈا رکھنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔

درست لباس

اگر آپ سورج کی روشنی میں گھوم رہے ہیں تو ٹوپی اور سن گلاسز کا استعمال ضرور کریں یا چھتری کو اپنے ساتھ رکھیں۔

ٹوپی اور سن گلاسز کا استعمال ضرور کریں یا چھتری کو اپنے ساتھ رکھیں۔کھلے اور ہلکے رنگوں کے کاٹن اور لینن کے لباس کا استعمال بھی جسمانی درجہ حرارت کو بڑھنے سے مقابلے کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔

ایلو ویرا

ایلو ویرا کے پتے اور اس کا جیل بھی گرمی سے بچانے کے لیے بہترین ہوتے ہیں، اس مقصد کے لیے جلد پر ایلو ویرا جیل لگایا جائے تو ٹھنڈک کا احساس ہوتا ہے، چاہیے

آپ کسی پتے کو توڑ کر جیل کو لگائے تب بھی فائدہ ہوگا، اس اثر کو بڑھانے کے لیے جیل کو کچھ دیر فریج میں رکھ کر استعمال کریں۔اگر جلد پر لگانا نہیں چاہتے تو 2 کھانے کے چمچ تازہ ایلو ویرا جیل کو ایک کپ پانی میں ملا کر پی لیں۔

چھاچھ

چھاچھ جسم کو ٹھنڈا رکھنے کے لیے بہترین مشروب ہے جبکہ اس سے میٹابولزم بھی بہتر ہوتا ہے۔چھاچھ میں پرو بائیوٹیکس، وٹامنز اور منرلز کی مقدار کافی زیادہ ہوتی ہے جو اس وقت جسم کی قدرتی توانائی کو بحال کرتے ہیں جب آپ گرمی کے باعث بے حال ہوتے ہیں۔

میتھی دانے کی چائے

میتھی دانے کی چائے کا ایک کپ پسینے کے اخراج کو بڑھاتا ہے جس سے جسم کو گرمی کی شدت سے لڑنے میں مدد ملتی ہے، اگر گرم چائے پینے کا خیال پسند نہیں تو اس کو فریج میں رکھ کر ٹھنڈا کرکے پی لیں۔میتھی دانے کے استعمال سے جسم کی اندر سے صفائی اور اضافی سیال کے اخراج میں بھی مدد مل سکتی ہے۔

مرچیں

اگرچہ مرچوں سے بھرپور غذا کو کھانے سے گرمی کا احساس ہوتا ہے مگر اس سے بھی جسمانی درجہ حرارت میں کمی لانے میں مدد ملتی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ مرچوں میں موجود کیمیکلز دماغ کو احساس دلاتے ہیں کہ جسم بہت گرم ہوگیا ہے، جس کے باعث عام معمول سے زیادہ پسینہ بہتا ہے اور ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔

ان طریقوں کے بارے میں کیا خیال رکھنا ضروری ہے؟

یہ ٹوٹکے یا طریقے گرمی سے لڑنے میں مدد فراہم کرتے ہیں، تاہم اگر آپ کا جسمانی درجہ حرارت ان میں سے چند طریقوں کو عمل کرنے کے باوجود کم نہ ہو تو ڈاکٹر سے رجوع کریں، بالخصوص حاملہ یا نومولود بچوں کی دیکھ بھال کرنے والی خواتین، پہلے سے کسی بیماری سے متاثر، عمر 65 سال سے زائد یا 4 سال سے کم افراد کے لیے یہ بہت ضروری ہے۔

فقہی مسائل

دارالافتاء تحریک منہاج القرآن

سوال: کسی موجد کی ایجاد کا فارمولا چرا کر اُس سے فائدہ حاصل کرنا کیسا ہے؟

(1) حقوق مجردہ کے حوالے سے علماء منہاج القرآن کا کیا مؤقف ہے؟ (2) مہنگے داموں فروخت ہونے والے سافٹ ویئر غیر قانونی طریقے سے مفت ڈاؤن لوڈ کرکے بیچنا کیسا ہے؟ (3) کسی موجد کی ایجاد کا فارمولا چرا کر اس کی مرضی کے بغیر وہ شے بنا کر فروخت کرنا کیسا ہے؟ (4) کسی مصنف کی اجازت کے بغیر کسی پبلشر کا اس کی کتاب کو شائع کرکے کمائی کرنا کیسا ہے؟

جواب: اسلامی ضابطہ حیات ہر قسم کی چوری، خیانت اور دھوکہ دہی کو ممنوع قرار دیتا ہے۔ اسلام میں جس طرح کسی کا مال چوری کرنا منع ہے اسی طرح کسی کی محنت چوری کرنے کی بھی ممانعت ہے۔ اس لیے کسی کا ایجاد کردہ سافٹ ویئر، فارمولا یا شائع کردہ کتاب سے مواد چوری کرکے بیچنا اور اپنے نام سے شائع کرنا جائز نہیں ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ کے مطابق دوسرے کی محنت کو اپنے نام کرنا یعنی credit لینا جرم اور باعثِ عذاب گناہ ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

”آپ ایسے لوگوں کو ہرگز (نجات پانے والا) خیال نہ کریں جو اپنی کارستانیوں پر خوش ہو رہے ہیں اور ناکردہ اعمال پر بھی اپنی تعریف کے خواہش مند ہیں، (دوبارہ تاکید کے لیے فرمایا:) پس آپ انہیں ہرگز عذاب سے نجات پانے والا نہ سمجھیں، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔“
(آل عمران، 3: 188)

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ چوری صرف مال کی نہیں ہوتی بلکہ دوسرے کی محنت کو خریدے بغیر یا اس اجازت لیے بغیر استعمال کرنے کی بھی چوری ہوتی ہے۔ اس بات کی تصدیق حدیث مبارکہ سے بھی ہوتی ہے کہ چوری صرف مال کی نہیں ہوتی بلکہ حقوق کی بھی چوری ہوتی ہے جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ أَسْوَأَ النَّاسِ سَرِقَةً، الَّذِي يَسْرِقُ صَلَاتَهُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ يَسْرِقُهَا ﷺ قَالَ: لَا يُتِمُّ رُكُوعَهَا وَلَا سُجُودَهَا.

”سب سے بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز کی چوری کرتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! نماز کی وہ کیسے چوری کرتا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ اپنی نماز کے رکوع کو مکمل نہیں ادا کرتا ہے اور نہ سجدہ صحیح ادا کرتا ہے۔“ (أحمد بن حنبل، المسند، 3: 56، الرقم: 11549، مصر: مؤسسة قرطبة)

مذکورہ بالا تصریحات کی روشنی میں آپ کے سوالات کے جوابات بالترتیب درج ذیل ہیں:

1. مہنگے داموں فروخت ہونے والے سافٹ ویئر غیر قانونی طریقے سے مفت ڈاؤن لوڈ کر کے بیچنا ممنوع اور ناجائز عمل ہے۔
2. اسی طرح کسی موجد کی ایجاد کا فارمولا جسے اُس نے پبلک نہ کیا ہو، چرا کر اُس کی مرضی کے بغیر کوئی شے بنا کر فروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے۔
3. کسی مصنف کی اجازت کے بغیر کسی پبلشر کا اس کی کتاب کو شائع کر کے کمائی کرنا بھی ناجائز ہے اور کسی کی کتاب سے مواد چوری کر کے اپنے نام سے شائع کرنا بھی ممنوع امور میں سے ہے۔

سوال: کیا چوری کی بجلی سے بننے والا کھانا حلال ہے؟

میرا سوال یہ ہے کہ جس طرح بہت سے عوام بجلی چوری کرتے ہیں اور اس دوران وہ اس بجلی سے وضو اور خوراک کے لیے پانی گرم کرتے ہیں۔ تو اس پانی سے وضو جائز ہے اور اگر یہ پانی خوراک کی چیزوں میں استعمال ہو تو خوراک کا کیا بیان ہے؟ حرام ہے یا نہیں؟

جواب: بجلی چوری کرنا غیر اخلاقی، حرام اور قانوناً جرم ہے۔ ایسا کرنے والا خدا تعالیٰ کی نظر میں گنہگار

اور ملکی قانون کی نگاہ میں مجرم ہے اور اپنے عمل کا ذمہ دار ہے۔ تاہم جو شخص اس چوری کے بارے میں نہیں جانتا اس کے لیے اس سے بننے والا کھانا جائز ہے اور اس سے کیا گیا وضو بھی درست ہے۔

سوال: کیا چوری کے پیسوں سے سیکھے ہوئے ہنر کی کمائی حلال ہو گی؟

میرا سوال یہ ہے کہ فرض کیجئے کہ ایک آدمی نے کہیں سے پچیس ہزار روپے چوری کئے اور پھر چوری کی اس رقم کو خرچ کر کے کوئی ہنر سیکھ لیا اور اب اس ہنر سے پیسے کما رہا ہے تو کیا ایسے پیسے حلال ہوں گے؟ اگر حلال نہیں تو ان کو کیسے حلال کیا جا سکتا ہے؟

جواب: جس کے پیسے اس نے چوری کیے تھے اس کو واپس دے، اس سے معافی مانگے، پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے توبہ کرے، آئندہ ایسا کام نہ کرنے کا وعدہ کرے۔ یہی اس کی کمائی کو حلال کرنے کا بہترین طریقہ ہے ورنہ اس کی کمائی حرام ہو گی۔

سوال: مردوں کے لیے ریشم حرام ہونے کی علت کیا ہے؟

اسلام نے مردوں کے لیے ریشمی کپڑا پہننے کو حرام قرار دیا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا وَاتَّقُوا اللهَ إِنَّ اللهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ۔ (الْحَشْر، 59: 07)

اور جو کچھ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہیں عطا فرمائیں سو اُسے لے لیا کرو اور جس سے تمہیں منع فرمائیں سو (اُس سے) رُک جایا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو (یعنی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقسیم و عطا پر کبھی زبانِ طعن نہ کھولو)، بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے O

مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں اللہ پاک اہلِ ایمان کو حکم دے رہا ہے کہ رسول اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں جس کام کے کرنے کا حکم دیں اسے اپنا لیا جائے اور جس کام سے روکیں اسے ترک کر دیا جائے۔ رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ریشم اور سونے کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں چیزوں میری امت کے مردوں پر حرام کر دی ہیں۔ اہلِ ایمان کے لیے سونے اور ریشم کو ترک کرنے کے لیے یہی وجہ کافی ہے کہ رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے منع کیا ہے۔ حضرت ابو مسیٰ اشعری اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیه و آله وسلم قَالَ: حُرِّمَ لِبَاسُ الْحَرِيرِ وَالذَّهَبِ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي وَأُحِلَّ لِإِنَاثِهِمْ. (ترمذي، السنن، 4: 217، رقم: 1720، دار احياء التراث العربي، بيروت)

”حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری

امت کے مردوں پر ریشمی لباس اور سونا حرام ہے، عورتوں کے لیے حلال ہے۔"

عَنْ اَبِی اَفْلَحَ الْهَمْدَانِيّ رضی اللہ عنہ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زُرَيْرٍ رضی اللہ عنہ يَعْنِی الْغَافِقِيَّ اَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ اَبِی طَالِبٍ رضی اللہ عنہ يَقُولُ إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اَخَذَ حَرِيرًا فَجَعَلَهُ فِی يَمِينِهِ وَاَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِی شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰی ذُكُورِ اُمَّتِی.

"حضرت ابو افلح ہمدانی رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن زریر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ریشمی کپڑا لیا اور داہنے دست مبارک سے پکڑا اور سونا لے کر اسے دوسرے دست مبارک میں تھاما۔ پھر فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔"

(ابي داود، السنن، 4: 50، رقم: 4057، دار الفكر)

اسلام نے جن اشیاء کو حرام قرار دیا ہے، بلاشبہ اس کی کوئی علت ضرور ہوتی ہے۔ ریشم کا لباس اور سونے کے زیورات بنیادی طور پر زینت کی چیزیں ہیں اور اسلام زیب و زینت، بناؤ سنگھار کو خواتین کی ضرورت قرار دیتا ہے، مگر اس کے لیے اعتدال شرط ہے۔ ریشم اور سونے کو مردوں کے لیے حرام قرار دے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے انہیں تکبر، اسراف اور دنیاوی زینتوں کو مقصودِ محض بنانے سے روکا ہے۔ جدید سائنس طبّی نقطہ نظر سے ریشم کو مردوں کے لیے نقصاندہ قرار دے چکی ہے۔

سوال: مرد کتنی مقدار میں سونا اور چاندی استعمال کر سکتا ہے؟

مرد سونے اور چاندی کی کتنی مقدار استعمال کر سکتا ہے؟

جواب: حضرت معاویہ بن سوید بن مقرن نے حدیث مبارکہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رضی اللہ عنہما یَقُولُ نَهَانَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عَنْ سَبْعٍ نَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ أَوْ قَالَ حَلْقَةِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْحَرِيرِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالدِّيبَاجِ وَالْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ وَالْقَسِّيِّ وَآنِيَةِ الْفِضَّةِ وَأَمَرَنَا بِسَبْعٍ بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِي وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ

میں (معاویہ بن سوید) نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں سات (7) باتوں سے منع فرمایا: سونے کی انگوٹھی یا سونے کا چھلا، ریشم، استبرق، دیباج سرخ گدوں، قسی (ایک قسم کا ریشمی کپڑا) اور چاندی کے برتن، اور سات (7) باتوں کا ہمیں حکم دیا ہے: یعنی بیمار کی مزاج پرسی کرنا، جنازے کے ساتھ جانا، چھینکنے والے کو جواب دینا، سلام کا جواب دینا، دعوت کو قبول کرنا، قسم کو پورا کرنا اور مظلوم کی مدد کرنا۔ (بخاري، الصحيح، 5: 2202، رقم: 5525، دار ابن كثير اليمامة بيروت)، (مسلم، الصحيح، 3: 1635، رقم: 2066، دار احياء التراث العربي بيروت)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ فَاتَّخَذَهُ النَّاسُ فَرَمَى بِهِ وَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ أَوْ فِضَّةٍ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونے کی ایک انگوٹھی پہنی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھا تو لوگوں نے بھی پہننی شروع کر دیں، بعد ازاں آپ نے وہ پھینک دی اور چاندی کی انگوٹھی تیار کروالی۔ (بخاري، الصحيح، 5: 2202، رقم: 5527)، (مسلم، الصحيح، 3: 1656، رقم: 2091)

درج بالا حدیث کی تشریح کرتے ہوئے حضرت علامہ علی بن سلطان محمد القاری المعروف ملا علی قاری فرماتے ہیں:

"یہ اس وقت کی بات ہے جب مردوں پر سونا حرام نہیں ہوا تھا۔ امام محمد رحمہ اللہ علیہ نے "موطا" میں فرمایا ہے کہ مرد کے لیے جائز نہیں کہ وہ سونے، لوہے اور پیتل کی انگوٹھی بنائے۔ البتہ چاندی کی انگوٹھی بنانے کی اجازت ہے، جبکہ عورتوں کے لیے سونے کی انگوٹھی بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس بات پر اجماع ہے کہ عورتوں کے لئے سونے کی انگوٹھی جائز اور مردوں کے لیے حرام ہے۔"

(ملا علی قاري، مرقاۃ المفاتیح، 8: 242، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونے یا چاندی کی انگوٹھی پہنی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھا اور اس کے اندر محمد رسول اللہ نقش کروایا۔ پس لوگوں نے بھی اسی طرح کی پہن لیں۔ جب آپ نے انہیں پہنے ہوئے دیکھا تو اپنی انگوٹھی پھینک دی اور فرمایا: میں اب اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔ پھر آپ نے چاندی کی انگوٹھی تیار کروائی، تو لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوالیں۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد وہ انگوٹھی حضرت ابو بکر نے پہنی، پھر حضرت عمر نے اور پھر حضرت عثمان نے یہاں تک کہ حضرت عثمان سے وہ اریس کے کنویں کے اندر گر گئی۔ (بخاري، الصحیح، 5: 2202، رقم: 5528)، (مسلم، الصحیح، 3: 1656، رقم: 2091)

عبد اللہ بن بریدہ نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی حضور نبی اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے پیتل کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ آپ نے اس سے فرمایا: کیا بات ہے کہ مجھے تم میں سے بتوں کی بو آرہی ہے؟ اس نے وہ پھینک دی اور پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوا، آپ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا بات ہے کہ میں تمہیں دوزخیوں کا زیور پہنے ہوئے دیکھ رہا ہوں؟ تو اس نے وہ پھینک دی، اور عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ (صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میں کس چیز کی انگوٹھی پہنوں؟ آپ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چاندی کی پہنو جو ایک مثقال سے کم ہو۔ (ابي داود، السنن، 4: 90، رقم: 4223) (ترمذي، السنن، 4: 248، رقم: 1785، دار احیاء التراث العربي بیروت)

حضرت علامہ ملا علی قاری، اس حدیث مبارکہ کی شرح میں لکھتے ہیں:

"علامہ ابن الملک رحمہ اللہ علیہ مظہر کی اتباع میں فرماتے ہیں یہ نہی "ارشاد الی الورع" ہے، اس لئے کہ اولیٰ یہ ہے کہ انگوٹھی کا وزن مثقال سے کم ہو۔ کیونکہ یہ اسراف سے بعید ہے اور اس طرح یہ تکبر سے بھی بعید ہے۔ شوافع کے کچھ علماء تو کہتے ہیں کہ مثقال سے زائد حرام ہے، لیکن بعض

دوسرے علماء نے اس کے جواز کو ترجیح دی ہے۔ ان مجوزین میں حافظ عراقی رحمہ اللہ علیہ بھی ہیں انہوں نے ”شرح الترمذی“ میں کہا ہے کہ نہی مذکور تنزیہ پر محمول ہے۔ ترمذی اور نسائی نے اس کو سند جید کے ساتھ روایت کیا ہے، بلکہ ابن حبان وغیرہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ (ملا علی قاري، مرقاۃ المفاتیح، 8: 253)

امام الفقہ علامہ محمد بن علی بن محمد علاء الدین حصنی دمشقی المعروف حصکفی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

لاباس بازرار الديباج والذهب

ریشم اور سونے کی گھنڈی (قمیض کے بٹن) کے استعمال میں کچھ حرج نہیں۔ (حصكفي، الدر المختار، 6: 355، دار الفکر بیروت)

ولا يتحلى الرجل بذهب وفضة مطلقا الا بخاتم و منطقة وحلية سيف منها اى الفضة اذا لم يرد به التزين

کوئی شخص مطلقاً سونے اور چاندی کا زیور نہ پہنے، سوائے چاندی کی انگوٹھی، کمر بند اور تلوار کی دستی کے، جب زیب و زینت اور نمائش کا ارادہ نہ ہو۔ (حصکفی، الدر المختار، 6: 358، 359)

شیخ نظام الدین اور ان کے ساتھ علماء ہند فتاوٰی عالمگیری میں لکھتے ہیں:

لاباس بلبس الثوب فى غير الحرب اذا كان ازاره ديباجا او ذهبا (الشيخ نظام وجماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، 5: 332، دار الفكر)

جنگ کے علاوہ اگر ایسا کپڑا پہنے کہ جس کے بٹن ریشمی یا سونے کے ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

خلاصہ کلام

مردوں کے لیے چاندی کی انگوٹھی کے علاوہ سونے، چاندی یا کسی دوسری دھات کے زیورات پہننا جائز نہیں۔ چاندی کی انگوٹھی کا وزن ایک مثقال سے کم ہونا چاہیے، جو کہ چار (4) ماشے (3.03775 گرام) کے برابر ہے۔ اسی طرح سونے، چاندی کے برتنوں میں کھانا عورتوں اور مردوں دونوں کے لیے حرام ہے۔

مرد دانت، ناک یا کوئی بھی ضائع ہو جانے والا عضو سونے، چاندی یا کسی اور دھات کا لگوا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ مرد سونے، چاندی کے بنے ہوئے بٹن بھی قمیص کو لگوا سکتا ہے۔

Truth Over Tricks Navigating April Fool's Day with Islamic Principles

Hadia Saqib Hashmi
(Research Associate- ICRIE)

April Fool's Day, observed on the first of April, is a day filled with jokes, pranks, and hoaxes, celebrated by many around the globe. It's a time when people play tricks on friends, family, and even strangers, all in good fun. However, when viewed through the lens of Islamic teachings, the day takes on a different hue. Islam places a great emphasis on honesty, integrity, and the well-being of individuals and the community at large. This article delves into the origins of April Fool's Day, the Islamic stance on lying and deception, the ethical implications of pranks, and how Muslims can navigate this day while adhering to their faith.

The Origins of April Fool's Day

The origins of April Fool's Day are shrouded in mystery, with various theories suggesting ties to ancient festivals such as the Roman Hilaria or the Hindu Holi, both of which involve merriment and the relaxation of social norms. Some historians link April Fool's Day to the adoption of the Gregorian calendar and the confusion that ensued from moving New Year's celebrations from April to January. Despite these varied origins, the

day has evolved into a widespread cultural phenomenon where deceit and trickery are celebrated.

Islamic Stance on Lying and Deception

Islam unequivocally condemns lying and deception. The Quran and Hadith, the sayings and actions of Prophet Muhammad (peace be upon him), provide clear guidance on the importance of truthfulness. For example, the Quran states, 'Indeed, Allah does not guide one who is a transgressor and a liar' (Quran 40:28). Similarly, Prophet Muhammad (peace be upon him) said, 'Leave what makes you doubt for what does not make you doubt. Verily, truthfulness is tranquility, and lying is doubt.' These teachings highlight the grave importance Islam places on honesty and the detrimental effects of deceit.

The Detriments of Deception

Islamic teachings not only promote truthfulness but also provide stark warnings about the consequences of lying and deception.

- ### Erosion of Trust: The Social Impact

Lying and deception erode the fundamental trust that holds social relationships and communities together. Islam emphasizes the sanctity of brotherhood and social cohesion, and deceit is seen as a direct threat to these bonds. When trust is compromised, the very fabric of society begins to unravel, leading to conflict and disharmony.

- ### Spiritual Deterioration: The Personal Consequence

From a spiritual perspective, engaging in deceit distances an individual from Allah (God) and the path to righteousness. Each act of deception is a step away from the divine promise of Paradise and a step toward spiritual decline. The Quran warns against following the footsteps of Satan, who is the epitome of deceit, further illustrating the gravity of lying in Islam.

April Fool's Day, characterized by its encouragement of pranks and hoaxes, presents a stark contrast to the Islamic virtue of truthfulness. Islam's unequivocal condemnation of deceit, regardless of intent or harmlessness, underscores the fundamental ethical clash between the tradition of April Fool's and the teachings of Islam.

- ### The Sanctity of Truth in Islam

Islam places immense importance on truthfulness, regarding it as one of the highest virtues and a foundation of a Muslim's character. The Quran and Hadith are replete with

admonitions against lying and deception. For instance, the Quran states, "O you who have believed, fear Allah and be with those who are true" (Quran 9:119). Such verses highlight the pivotal role of honesty in maintaining the moral and social fabric of a Muslim community.

- **The Prophetic Example: A Beacon of Honesty**

Prophet Muhammad (peace be upon him), revered for his impeccable character, was known as "Al-Amin" (The Trustworthy) long before his prophethood. His life exemplifies the significance of truthfulness, with numerous hadiths illustrating his disdain for falsehood and deceit. The Prophet's teachings and actions serve as a guiding light for Muslims, advocating for honesty and integrity in all dealings.

The Ripple Effects of April Fool's Pranks: Undermining Social Trust

April Fool's Day pranks, often designed to deceive or embarrass, can have unintended consequences that transcend momentary amusement. From causing emotional distress to eroding trust within communities, the ramifications of these pranks can be profound.

- **Disruption of Community Harmony**

Islam emphasizes the importance of community cohesion and brotherhood. Deceptive pranks, by their very nature, can sow seeds of mistrust and discord among individuals, undermining the Islamic principle of unity. The potential harm inflicted upon others, even if unintended, is viewed critically in Islam, which always prioritizes the welfare and harmony of the community.

Navigating the Ethical Landscape
Islamic Guidance on Honesty and Integrity

In light of the ethical challenges posed by April Fool's Day traditions, Muslims are encouraged to reflect on the Islamic values of honesty, integrity, and empathy. Islam advocates for interactions that foster trust, respect, and understanding, urging believers to consider the impact of their actions on others.

Fostering a Culture of Honesty

Muslims are called to lead by example, promoting a culture of honesty and transparency in their communities. By abstaining from practices that involve deceit, Muslims can embody the teachings of Islam, reinforcing the bonds of trust and brotherhood among people.

The Path to Ethical Awareness

The ethical considerations surrounding April Fool's Day offer an opportunity for Muslims to engage in introspection and dialogue about the importance of truthfulness and the implications of deceit. Through education and awareness, the Muslim community can navigate the complexities of modern traditions while staying true to their faith's core principles.

Potential Harms Associated with April Fool's Day

While April Fool's Day is often seen as a time for fun and harmless pranks, it's important to remember that not all jokes land softly. Sometimes, what's meant to be a small trick can end up hurting someone's feelings, causing confusion, or even leading to misunderstandings that strain friendships. In more serious cases, pranks can go wrong, resulting in physical harm or situations where people feel unsafe. This can be especially troubling in communities where trust and respect are highly valued, like in Islam, which teaches kindness and honesty. Misleading someone, even in jest, goes against these teachings. Moreover, when jokes cause unnecessary worry or fear, it disrupts the harmony and peace Islam strives for. By being mindful of our actions and choosing not to partake in deceptive pranks, we can avoid causing harm and maintain a loving and respectful atmosphere that uplifts everyone.

Navigating April Fool's Day as a Muslim

Navigating April Fool's Day as a Muslim comes with its unique set of challenges, given Islam's clear stance against deceit and falsehood. For Muslims, the day presents an opportunity to affirm their commitment to honesty and integrity, values deeply rooted in Islamic teachings. The practice of playing pranks, often associated with misleading others, stands in direct opposition to the principles of truthfulness and sincerity upheld by Islam. Muslims are therefore encouraged to approach April Fool's Day with caution, opting instead to engage in behaviors that reflect their faith's teachings on honesty and mutual respect. This could involve fostering positive interactions and spreading joy in ways that are genuine and sincere, avoiding any form of deception. By doing so, Muslims not only adhere to their religious convictions but also set a positive example for others, promoting a culture of trustworthiness and respect. In essence, April Fool's Day for Muslims is not about condemning the cultural practices of others, but rather about choosing a path that

aligns with Islamic values, demonstrating that true joy and camaraderie can be achieved without compromising on the principles of truth and honesty.

Conclusion

Navigating April Fool's Day as a Muslim underscores a commitment to the core Islamic values of honesty, integrity, and respect, starkly contrasting with the deceit often celebrated on this day. Islam's unequivocal condemnation of lying and deceit, as explored in the document, showcases the significant spiritual and social ramifications that such actions can have, emphasizing the erosion of trust and community harmony. Muslims are thus encouraged to embody their faith's teachings by abstaining from pranks that mislead, instead fostering a culture of honesty and transparency. This approach not only aligns with Islamic principles but also contributes to a respectful and sincere engagement with cultural practices. The emphasis on truthfulness and integrity serves as a guiding principle, showing that joy and camaraderie can be achieved without compromising on the virtues of truth and kindness, ultimately fostering a more trusting and harmonious community.

محترمہ فضہ حسین قادری کی شہر اعتکاف کے دوران معتکفات سے ملاقات کی تصویری جھلکیاں

ایگرز اعتکاف 2024 میں محترمہ فضہ حُسین قادری کی معتکف بچوں کے ساتھ خصوصی افطار

شہرِ اعتکاف کے دوران معتکفات میں سحر و افطار تقسیم کرنے کی بے لوث خدمات کی تصویری جھلکیاں

ہزاروں معتکفات کی سیکیورٹی پر مامور رضا کاران کی خدمات کے مناظر

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
MAY-2024
LAHORE
Regd CPL No.45

علمی و عملی، اخلاقی و روحانی، تعلیمی و سائنسی، فقہی و قانونی، انقلابی اور فکری و عصری موضوعات پر کتب